لکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ

ارضِ حرم کا تقدس

حرم! اسلام کا دینی اور مذہبی مرکز ہے، اس کا گوشہ گوشہ اسلام کا معبد اور مسلمانوں کا مشہد ہے، ارض حرم جس دن ارض حرم بنی اسی دن اس کی یہ خصوصیت عیاں کردی گئی ہے کہ وہ صرف رکوع اور سجود کا آستانہ اور اعتکاف وطواف کا مقام ہے اور انھیں بندگان حق کا مسکن ہے جن کی زندگیاں راہ خدا پرستی میں وقف ہیں، اور جو حیات ابدی کے طالب اور جویاں ہیں۔ خانہ حرم کے معماروں (حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام) کو جب وہ اس کی تعمیر سے فارغ ہوچکے، اس کے مالک کا حکم پہنچا: ﴿اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْعَاكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ﴾ (سورہ بقرہ) تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے پاک کرو۔

معلوم ہوا کہ ارض حرم کی تعمیر کا خاص مقصد یہ ہے کہ توحید کے پرستاروں کا یہ وہ مقام ہے جہاں خدائے واحد کی پرستش کے سوا کوئی عمل مطلوب نہ ہو۔ اس کے دنیا کے اور جتنے کام ہیں وہ اس کی پاکی اور طہارت کے منافی ہیں، اس کی طہارت اور پاکی، اسکی عظمت اور تقدس صرف اسی میں ہے کہ وہ عبادت الٰہی کا مرکز، توحید پرستی کا معبد، رکوع اور سجود کی چوکھٹ اور اعتکاف وطواف کی خانقاہ ہو۔

علامہ سید سلیمان ندویؒ

(از: مقالات سلیمان ج ۳ / ص ۱۰۶)

۲۵ / جنوری ۲۰۰۱ء
سالانہ ۱۳۰ / روپے
فی شمارہ ۶ / روپے

Fax No. : (0522)330020
FORTNIGTLY
Principal off : 788166
Guest Haous : 323864
TAMEER-E-HAYAT
NADWATUL-ULAMA, LUCKNOW-226007 (India) Rs.6/-

ھو الشافی
ایک بار خدمت کا موقع دیں
روز آنہ سپر جاپانی کمپیوٹر کے ذریعہ
آنکھوں کی جانچ پاور، دھوپ کے
فینسی چشموں کا
ایک خاص مقام
چشمہ گھر
مہاجنی ٹولہ ڈاکخانہ روڈ، سرائے میر اعظم گڑھ
آپٹیشن ایچ. رحمن
60082

Ph.No 260433 - 242946
آپ کی خدمت میں جدید دلکش سونے چاندی کے
زیورات کے لئے
ہمارا نیا شوروم
گھنہ پیلس
حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد فہیم خاں محمد معروف خاں
ایک مینارہ مسجد کے سامنے اکبری گیٹ چوک لکھنؤ

اِنداموُل
HASANI PHARMACY
117/41 . Gwyno Road,
Lucknow - 226018, Ph. 202677
حسنی فارمیسی کی ایجنسی کے لئے رابطہ قائم کریں

AFZALS
MAU CITY
مئو کا بنا
نورانی تیل
درد، زخم، چوٹ، کٹنے، جلنے کی مشہور دوا
انڈین کیمیکل کمپنی، مئوناتھ بھنجن (یو۔پی)

چشمہ ساگر
AUTO REFRCCTO METER AR-860
ایک بار خدمت کا موقع دیں
آپٹیشن اے۔ رحمن (علیگ)

Printed And Published by *Athar Husain* on behalf of Majlis Sahafat- Wa- Nashriat, Nadwatul Ulama at Parekh offset Press, Tagore Marg, Lucknow - U. P.
Editor : *Shamsul Haq Nadwi*

پندرہ روزہ

تعمیر حیات

لکھنؤ

مجلس صحافت ونشریات دارالعلوم ندوۃ العلماء

جلد نمبر ۳۸ | ۲۵/ جنوری ۲۰۰۱ء ...... مطابق ...... ۲۹/ شوال المکرم ۱۴۲۱ھ | شمارہ نمبر ۶

نگران اعلیٰ
مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
معتمد تعلیمات دارالعلوم ندوۃ العلماء

مدیر اعلیٰ
شمس الحق ندوی

مدیر معاون
سید محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی
مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی
ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

زر تعاون
سالانہ ---- =/۱۳۰ روپے
فی شمارہ ---------- =/۶ روپے
بیرونی ممالک فضائی ڈاک
ایشیائی، یورپی، افریقی
وامریکی ممالک ...... ۳۰ ڈالر
بیرونی ممالک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ...... ۱۵ ڈالر
☆☆☆

نیچے بنے سرخ دائرہ میں نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہنچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ =/130 روپے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں
منیجر

گذارش
خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت کوپن (پیغام سلپ) پر خریداری نمبر کے ساتھ مکمل نام وپتہ ضرور لکھیں خریداری نمبر ہر پتہ کی سلپ پر لکھا رہتا ہے اگر آپ جدید خریدار ہیں تو اس کی صراحت ضرور کریں اس سے دفتری کارروائی میں آسانی اور جلدی ہوتی ہے
(منیجر)

خط وکتابت کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ باکس نمبر ۹۳ ندوۃ العلماء، لکھنؤ (۲۲۶۰۰۷) یوپی
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

پرنٹر پبلیشر اطہر حسین نے پارکھ آفسٹ میں طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات ندوۃ العلماء، لکھنؤ سے شائع کیا۔

حامد خوشنویس۔ کمپیوٹر سیکشن مجلس تحقیقات ونشریات اسلام ندوۃ العلماء، لکھنؤ

اسلام کی میراث

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ میراث جو ہمارے ہاتھ میں پہونچی (اور جس کو ہم اس میراث) کے معنی میں نہیں بول رہے ہیں جو اہل مغرب کا مفہوم ہے، اس لئے کہ اسلام ایک زندہ جاوید دین ہے، ہم میراث سے وہ دولت اور ثروت مراد لیتے ہیں۔ جو ہمارے اسلاف سے ہماری طرف منتقل ہوئی ہے، علم راسخ، محفوظ ومضبوط عقائد طاقتور ایمان، سنت سنیہ، اخلاق عالیہ، فقہ وشریعت اور شاندار اسلامی ادب کی ثروت' اس میراث میں ہر اس فرد کا پورا حصہ ہے جس نے اسلام کے کسی دور میں بھی منہاج خلافت پر حکومت قائم کی، جاہلیت اور مادیت کا مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی، اسلام کے جو خصائص مٹ گئے تھے ان کو اجاگر کیا، امت میں ایمانی روح پیدا کی، اس لازوال ثروت میں ہر اس شخص کا اضافہ تسلیم کیا جائے گا جس نے اس دین پر ایمان کے مآخذ اور اس کی تعبیرات پر اعتماد کو از سر نو استوار کیا۔ نو وارد فلسفوں کا ابطال کیا یا اسلام کی حقیقی فکر کی حفاظت کی اور اس امت کو کسی نئے فتنہ میں پڑنے سے باز رکھا جس نے اس امت کے لئے اس کے دین اور مصادر دین کی حفاظت کی، حدیث وفقہ کی تدوین جدید کا کام انجام دیا۔ اجتہاد کا دروازہ کھولا اور امت کو تشریع کا خزانۂ عامرہ اور زندگی ومعاشرہ کا منظم قانون عطا کیا جس نے معاشرہ میں احتساب کا فرض ادا کیا اور اس کے انحراف اور کج روی پر کھل کر تنقید کی اور صحیح وحقیقی اسلام کی برملا وآشکارا دعوت دی جس نے شکوک وشبہات کے دور اور اضطراب عقائد کے زمانہ میں علمی طرز استدلال اختیار کرکے دماغوں کو مطمئن کرنے کی کوشش کی اور ایک نئے علم کلام کی بنیاد ڈالی جس نے دعوت وتذکیر اور انذار وتبشیر میں انبیاء علیہم السلام کی نیابت کی اور ایمان کی دبی ہوئی چنگاریوں کو شعلۂ جوالہ کی حرارت وحرکت بخشی جس نے مادہ پرستی کے تند وتیز دھارے کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی تیزی وبلاخیزی کم کی اور خدا کی مخلوق کو اس دھارے میں بہہ جانے یا اس میں دب جانے سے محفوظ رکھا جس نے اس امت کی سیاسی قوت کی حفاظت اور اس کو پے در پے خارجی حملوں کو سہار لینے کی قوت عطا کی جس نے اپنی حکیمانہ دعوت اور اپنے دام محبت سے اس دشمن کو شکار کیا جو زور شمشیر اور نوک خنجر سے بھی زیر نہ ہو سکا تھا۔ اور جس نے عالم اسلام کو اس سرے سے اس سرے تک زیر وزبر کرکے رکھ دیا جس نے اپنے طاقتور ایمان اور اپنی روحانی قوت سے ایسے دشمنوں کو خطیرۂ اسلام میں داخل کیا اور محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا شرف بخشا جس نے اپنے طاقتور ادب اور دلگداز وبلیغ اشعار سے ان ذہنوں کو اسیر دام کیا جو علمی مباحث اور مذہبی فلسفوں سے مطمئن ہونے والے نہیں تھے۔

یہ پورا ایک سلسلہ ہے اور اس میں ہر شخصیت کا ایک خاص حصہ اور مرتبہ ہے، تاریخ دراصل امانت کی ادائیگی اور حق شناسی اور اعتراف حقیقت کا نام ہے اس میں ہر شخص اسلام کی کسی نہ کسی سرحد کا محافظ اور اسلام کے ترکش کا ایک قیمتی تیر تھا۔ ان لوگوں کی مخلصانہ کوششیں نہ ہوتیں جن کو آج ہم تاریخ کی دوربین سے دیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہم تک یہ مجموعہ نہ پہنچ پاتا۔ جس میں ہمارے لئے عزت، عبرت اور موعظت کا وافر سامان موجود ہے۔ اور جس کی موجودگی میں ہم اقوام عالم کے سامنے بجا طور پر اپنا سر بلند رکھ سکتے ہیں۔

(مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنیؒ ندویؒ
(تاریخ دعوت وعزیمت جلد اول ص ۲۹-۳۰)

بجھ جائے تیرے چھینٹوں سے اے ابر کرم آج

● علامہ سید سلیمان ندویؒ

مکی، مدنی، ہاشمی و مطلبی ہے
آدم کیلئے فخر یہ عالی نسبی ہے

اے زائر بیت نبوی یاد رہے کہ
بے ساختہ یاں جنبشِ لب بے ادبی ہے

آہستہ قدم نیچی نگہ، پست ہو آواز
خوابیدہ یہاں روح رسول عربی ہے

پاکیزہ تر از ارض وسما جنت فردوس
آرام گہہ پاک رسول عربی ہے

بجھ جلئے تیری چھینٹوں سے اے ابر کرم آج
جو آگ میرے سینے میں مدت سے دبی ہے

اس شمارے میں

۱	اسلام کی میراث	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۲
۲	دنیا کی حیات نو کا سرچشمہ (اداریہ)	شمس الحق ندوی	۵
۳	دنیا کی موجودہ کشمکش اور اس کا علاج	حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ	۷
۴	اصلاح معاشرہ کی بنیاد	مولانا عبداللہ عباس ندوی	۱۱
۵	علماء ربانیین کی شانِ بے نیازی	ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی	۱۶
۶	نعت	ڈاکٹر محبوب محشرؔ اڑیسہ	۱۹
۷	علامہ یوسف القرضاوی اس سال کی عالمی اسلامی شخصیت	محمد فرمان نیپالی	۲۰
۸	وراثت کی شرعی حیثیت اور اس سے بے توجہی کے مضر اثرات	محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی	۲۱
۹	بلندی ابن آدم کی ذرا دیکھو	صاحب عالم اعظمی ندوی	۲۳
۱۰	لمحۂ فکریہ (نظم)	محمد قمر الدین قمرؔ رام نگری	۲۵
۱۱	عالمِ اسلام	محمد وثیق	۲۶
۱۲	جمہوریہ ٹوگو کے دو عیسائی گاؤں کے باشندوں کا قبول اسلام	سید مسعود حسن حسنی ندوی	۲۸
۱۳	سوال و جواب	محمد طارق ندوی	۲۹
۱۴	مطالعہ کی میز پر	ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی	۳۰
۱۵	عالمی خبریں	سید اشرف ندوی	۳۱

شرائط ایجنسی

۱۔ پانچ کاپی سے کم کی ایجنسی جاری نہیں کی جاتی۔
۲۔ فی کاپی Rs. 15/= کے حساب سے زر ضمانت روانہ کرنا ضروری ہے۔
۳۔ کمیشن جوابی خط سے معلوم کریں۔

نرخِ اشتہار

۱۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر اندرونی صفحہ Rs. 30/=
۲۔ تعمیر حیات کا فی کالم فی سینٹی میٹر پشت پر رنگین صفحہ Rs. 40/=
۳۔ کمیشن تعداد اشاعت کے مطابق ہوگا جو آرڈر دینے پر متعین ہوگا۔
۴۔ اشتہار کی نصف رقم پیشگی جمع کرنا ضروری ہے۔
۵۔ انٹرنیٹ اور تعمیر حیات دونوں کا نرخ اشتہار فی کالم سنٹی میٹر =/۸۰

بیرون ملک نمائندے

مدینہ منورہ	Mr. TARIQUE HASAN ASKARI Sb. P.O. Box No. 842, Madina Munawwara (K.S.A.)
برطانیہ	Mr. M. AKRAM NADWI O C I S., St. Cross College, Oxford Ox1 3TU-U.K.
ساؤتھ افریقہ	Mr. M. YAHYA SALLO NADWI Sb. P.O. Box 388, Vereninging,(S. Africa)
قطر	Mr. ABDUL HAI NADWI Sb. P.O. Box No. 10894, DOHA-QATAR
دبئی	Mr. QARI ABDUL HAMEED NADWI Sb. P.O. Box No. 12525, DUBAI (U.A.E.) P.H. NO: – 3970927
پاکستان	Mr. ATAULLAH Sb. Sector A-50, Near sau Quater H. No. 109, Town Ship Kaurangi, KARACHI-31 (Pakistan)
امریکہ	Dr. A. M. SIDDQUI Sb. 68 Conklin Ave, Woodmere NEW YORK 11598 (U.S.A.)

Internet Web-site: http://nadwa.virtualave.net
e-mail address: airp@lw1.vsnl.net.in

حرفِ آغاز

دنیا کی حیاتِ نو کا سرچشمہ

شمس الحق ندوی

اس وقت دنیا جس دور سے گذر رہی ہے اور انسانیت ضلالت و گمراہی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں جس طرح بھٹک رہی ہے تہذیب حاضر کی چمک دمک اور جدید ترقیات و ایجادات کی فراوانی، لہو و لعب کے نئے نئے انداز اور ان کو چند لمحوں میں پوری دنیا میں پہنچا دینے کے ذرائع ابلاغ نے پوری انسانی آبادی کو ہوس پرستی اور اخلاقی انارکی کے اس موڑ پر پہنچا دیا ہے جہاں مال و دولت کی محبت اور حصول جاہ و منصب کی خاطر مذہبی، اخلاقی، انسانی ہمدردی اور محبت و رواداری کے سارے بندھن ٹوٹ چکے ہیں

اور انسان ان سرحدوں کو پار کر رہا ہے جہاں زہریلے جانور اور درندے بھی نہ پہنچ سکے انسانیت کی اس بدنصیبی اور بے خوف و خطر ہلاکت کے اس مہلک غار میں چھلانگ لگانے اور اس پر فخر کرنے اور خوشی کے شادیانے بجانے کے سلسلہ میں کچھ زیادہ تشریح اور واقعات کا ذکر کرنے اور اس کی وضاحت میں وقت ضائع کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ اخبارات میں شائع ہونے والے روزمرہ کے واقعات اور ان برہنہ تصویروں کی اشاعت جن کو دیکھ کر اگر کچھ بھی انسانی شعور و حس باقی ہو تو شرم سے انسان کی پیشانی پسینہ پسینہ ہو جائے، کافی ہے، ٹیلیویژن اور انٹرنٹ کی انسانیت سوز چیزوں کا تو ذکر ہی کیا۔

جہاں تک مال کی حد سے بڑھی ہوئی محبت اور حصولِ مال و زر کیلئے ہر قید و بند سے آزاد ہو کر ہر اس طریقہ کو اپنانا جو مال کو بڑھائے خواہ وہ چیزوں میں ملاوٹ ہو یا نقلی چیزوں کی تیاری، فریب، جھوٹ اور ہر صاحب اختیار کا غریبوں کی غربت پر ترس کھانے کے بجائے ان سے ان کی جیب و دامن میں بچے کھچے چند ٹکوں کا بھی مختلف انداز سے چھین لینے کا حربہ اپنانا اور ان کی آہ و کراہ پر ذرا بھی ترس نہ کھانا اس کی بھی تفصیلات ڈھکی چھپی نہیں ہیں، رہا جاہ و منصب کا شوق و چسکہ تو ہمارے موجودہ سیاسی ماحول میں اس کو بھی کچھ زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں، ملک و قوم کی فلاح و کامیابی کا اعلان تو ہر ایک کرتا ہے۔ لیکن قوم و ملک سے ان کی وفاداری کے چھن چھنا کر جو واقعات پریس اور میڈیا میں آجاتے ہیں اور قرآن کے الفاظ میں (وَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا) کا نقشہ پیش کرتے ہیں وہ بڑی مایوسی پیدا کرتے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے علاوہ بلکہ اس کو یوں کہا جائے کہ اس جھاگ کے علاوہ اس کے نیچے آب حیوان کی روانی نے بھی دم سادھ لیا ہے اور انسانوں کو فائدہ پہونچانے والی کوئی چیز بھی اب باقی نہیں ہے۔

ان ساری تاریکیوں، ریشہ دوانیوں اور لن ترانیوں کے باوجود ہم (أَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ) کا بھی مشاہدہ کرتے رہتے ہیں، حکومتیں کتنی جلد جلد بنتی ہیں اور گرتی ہیں۔ عہدوں میں کس طرح تیزی کے ساتھ رد و بدل ہوتا رہتا ہے ذرائع ابلاغ اس کی بھی تصویر برابر پیش کرتے رہتے ہیں اور بزبان حال اعلان کرتے ہیں (فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ) مگر دل اتنے مردہ ہو چکے ہیں، جاہ و منصب کا نشہ اتنا تیز ہے کہ عبرتناک انجام کے بعد بھی (وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ) کا مظاہرہ ہوتا ہے۔

یہ وہ حالات ہیں جو بعض وقت انسانیت کا درد رکھنے والوں کی ہمتوں کو پست اور انسانیت سے مایوسی پیدا کرتے ہیں۔ لیکن نہیں گھٹاٹوپ اندھیروں اور (ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ) میں وہ حقیقت بھی زندہ ہے جو ہزار طوفانوں کے باوجود نہ صرف یہ کہ باقی ہے بلکہ اس کی کشش بہت سے بھولے بھٹکوں کو اپنے دامن میں پناہ دے رہی ہے۔

اس حقیقت کی جلوہ نمائیاں دنیا کے ہر گوشہ میں چراغِ راہ کا کام دے رہی ہیں دنیا کے اس شور و ہنگامہ خیزیوں میں جہاں کان پڑی آواز بھی نہیں سنائی دیتی اس کا اعلان (اذان) اس طلسم کو توڑ دیتا ہے اور دنیا کو باور کراتا ہے کہ جسم و پیٹ کی لذتوں کے علاوہ ایک دوسری حقیقت بھی ہے اور وہی انسانی کنبہ کی فلاح و کامیابی کی راہ ہے رات و دن کا کوئی ایسا لمحہ خالی نہیں جاتا جب دنیا کے کسی نہ کسی حصہ میں اس حقیقت کا اعلان "حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاح"[۶] کے الفاظ میں نہ کیا جاتا ہو۔

اس نعرۂ حق کے سامنے بازار کا شور دب جاتا ہے اور سب حقیقتیں اس حقیقت کے سامنے ماند پڑجاتی ہیں اور اللہ کے بے شمار بندے اس آواز پر اپنا سارا کاروبار چھوڑ کر دوڑ پڑتے ہیں اور کاندھے سے کاندھا ملا کر دنیا سے ہاتھ اٹھا کر صفیں باندھ کر اس طرح کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے اس دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی نہیں، حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں۔

"جب رات کو پورا شہر میٹھی نیند سوتا ہے اور یہ جیتی جاگتی دنیا ایک وسیع قبرستان ہوتی ہے، دفعتاً موت کی اس بستی میں زندگی کا سرچشمہ اس طرح اُبلتا ہے جس طرح رات کی سیاہی میں صبح کی سپیدی نمودار ہو (اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ[۷]) سے اونگھتی سوتی انسانیت کو تازگی اور زندگی کا پیغام ملتا ہے۔ جب کسی طاقت و سلطنت کا متوالا (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى) (میں تمہارا سب سے اونچا پروردگار ہوں) اور "مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ" (میرے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں) کا نعرہ لگاتا ہے تو ایک غریب مؤذن اسی کی مملکت کی بلندیوں سے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر اس کے دعوائے خدائی کا تمسخر اڑاتا ہے اور اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر حقیقی بادشاہت کا اعلان کرتا ہے" (کاروانِ مدینہ)

اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ ان ساری فتنہ سامانیوں اور اس صدائے حق کے خلاف ہر طرح کی سازشوں، منصوبوں اور بے پناہ دولت خرچ کرنے کے باوجود حق کا آوازہ بلند ہی ہو رہا ہے۔ اگر کسی جگہ دبتا نظر آتا ہے تو دوسری جگہ اس کی سحر انگیزی دلوں کو اپنی طرف کھینچتی اور سرکش و باغی سروں کو اپنی چوکھٹ پر جھکاتی دکھائی دیتی ہے۔

امریکہ جیسے ملک میں اس صدائے حق پر لبیک کہنے والوں کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی ہے، امریکہ کے بڑے اخبار واشنگٹن پوسٹ کی رپورٹ کے مطابق جنوبی امریکہ کے اندر مہاجرین کے اندر جن کی اکثریت اسپینی ہے اسلام پھیل رہا ہے، ۲۵ ہزار مہاجرین اس صدائے حق پر لبیک کہہ چکے ہیں یہ ایک مثال بیان کی گئی۔ اس طرح کی خبریں برابر آتی رہتی ہیں اور دنیا کے مختلف ملکوں میں اس صدائے حق پر لبیک کہنے کی رپورٹ اخبارات شائع کرتے رہتے ہیں۔ امریکہ کے نئے صدر کے بارے میں بھی خبر آئی ہے کہ وہ مسلمانوں ہی کے ووٹ سے جیتے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ اس اُمت مسلمہ کا وجود دنیا کے ہر گوشہ میں مادی حقیقتوں اور جسمانی لذتوں کے علاوہ بالکل ایک دوسری حقیقت کے وجود کا اعلان ہے، اس کا ہر فرد پیدا ہو کر اور مر کر بھی اس حقیقت کا اعلان کرتا ہے کہ دنیا کی تمام طاقتوں سے بڑی ایک دوسری طاقت اور اس زندگی سے زیادہ حقیقی دوسری زندگی ہے جس امت کی حقیقت یہ ہو اور جس کا تاریخ برابر ثبوت دیتی آئی ہو اس کو حالات کے اتار چڑھاؤ سے کبھی اور کسی حال میں مایوس نہ ہونا چاہیے بلکہ اپنا سفر صحیح سمت جاری رکھنا چاہیے کہ:

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

حواشی

۱:- اور ایک دوسرے پر لعنت بھیجو گے (سورۂ عنکبوت ۲۵)

۲:- جھاگ سوکھ کر زائل ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہونچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے (سورۂ رعد: ۱۷)

۳:- تو اے (بصیرت کی آنکھیں رکھنے والو عبرت پکڑو۔ سورہ حشر، آیت: ۲

۴:- لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (سورہ یوسف آیت: ۶۸)

۵:- غرض اندھیرے ہی اندھیرے ہوں اور ایک پر ایک (چھایا ہوا) (سورۂ نور آیت: ۴۰)

۶:- آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف۔

۷:- نماز نیند سے بہتر ہے۔

اعلان داخلہ

حضرت داؤد انڈسٹریل ٹریننگ سنٹر
(H.D.I.T.C)

کٹولی (احمد آباد) ملیح آباد، لکھنؤ

میں طلباء کے داخلے ۲۰ جنوری تا ۱۰ فروری مندرجہ ذیل ٹریڈس میں شروع کئے جا رہے ہیں۔

۱۔ کمپیوٹر (۲) الکٹرانکس (۳) الکٹریشین (۴) اسٹینوگرافی (۵) ویلڈر (۶) پلمبر، ٹریڈ نمبر ایک سے چار تک کیلئے تعلیمی لیاقت اور ٹریڈ نمبر پانچ اور چھ کیلئے آٹھواں پاس ہونا لازمی ہے ہائی اسکول یا کسی ادارے سے عالمیت سطح کا سند یافتہ ہو، ہر ٹریڈز میں سیٹیں لمیٹڈ ہیں مزید تفصیلات کیلئے مندرجہ بالا پتہ پر صبح دس بجے سے شام چار بجے تک رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:- باہر کے طلباء کیلئے ہاسٹل کی سہولیات دستیاب ہے

پرنسپل:
OFF: 0522-21455
R- 0522-284087

دُنیا کی موجودہ کشمکش اور اس کا علاج

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ

ہمت شکن تجربے

اس وقت دنیا کی تقسیمیں بڑی بے رحم ہیں، پہلے سلطنتوں اور قوموں نے ملکوں کو بانٹا تھا، مگر اب سیاسی تحریکوں نے قوموں اور محلوں کو بانٹ دیا ہے مذہب کی آڑ میں ایسے فتنے نہیں تھے جتنے آج کی مہذب دنیا اور جمہوری دور میں نظر آرہے ہیں، آج کے سیاسی پلیٹ فارم لوگوں کو جدا کرنے کیلئے یا اپنے گروپ بڑھانے کیلئے مخصوص ہیں، لیکن اب بھی بے غرضی سے پکارا جاتا ہے تو لوگ اب بھی جواب دینے کو تیار ہیں، ابھی اس کا امکان ہے کہ سیاسی پلیٹ فارم کے علاوہ بھی لوگ جمع ہو جائیں ہم نے خالص انسانی مسئلوں پر غور کرنے کی دعوت دی، ہمارا دل بہت خوش ہے کہ آپ نے دعوت قبول کی، آپ کا سیاسی تحریکوں سے گھبرانا تعجب نہیں، انسان اپنے تجربوں ہی سے نتیجے نکالتا ہے، آدمی بار بار جن چیزوں سے فائدہ ہوتے دیکھتا ہے اس سے قاعدہ بنا لیتا ہے، آج اغراض کیلئے جمع کرنے کی عادت ہے، آپ ہم پر بھروسہ کریں ہم کسی پارٹی کے ماؤتھ پیس (MOUTH PIECE) یا لاؤڈ اسپیکر نہیں ہیں ہمارے سامنے خالص انسانیت کا مسئلہ ہے۔

اقتدار کی ہوس

اس وقت کا انسان اصل بگاڑ سے آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہو رہا ہے، لیکن میرے اہتمام سے ہونا چاہیے، جو کچھ ہو، میری نگرانی اور چودھراہٹ میں ہو، بد اخلاقی، بے مروتی، چور بازاری، دولت سمیٹنے کی ہوس سب ٹھیک ہے، لیکن اس کی تولیت ہمارے سپرد ہو تو خوب ہے، آج سب کے دل کی خواہش یہی ہے، اور جب بھی کسی کے ہاتھ میں انتظام آیا ہے تو اس نے لوٹ پھیر کر وہی نظام قائم رکھا اور تھوڑی ترمیم کے بعد وہیں رہی جہاں تھی بگاڑ کے سمجھنے میں مختلف پارٹیوں میں کچھ زیادہ بنیادی اختلاف نہیں، کوئی نہیں کہتا کہ وہ سب کچھ جو ہو رہا ہے نہیں ہونا چاہیے بلکہ سب کا کہنا یہ ہے کہ جو ہو رہا ہے، ہمارے ماتحت اور ہماری سرپرستی میں ہونا چاہیے گویا اس پر اعتراض نہیں کہ کارخانہ غلط ہے بلکہ اس پر غصہ ہے کہ ہمارا سایہ اس کے سر پر نہیں ہے

عالمی جنگوں کی حقیقت

دنیا کی بڑی جنگیں اسی بنیاد پر لڑی گئیں، فرانس، انگلستان، جرمنی، روس، امریکہ وغیرہ سب اسی جذبہ کو لیکر اٹھے۔ انھوں نے لفظوں کو آڑ بنا کر یہ مطالبہ کیا کہ نوآبادیات (COLONIES) کا انتظام دوسروں کے سپرد کیوں ہے اور دوسری قوم ہمیشہ کیوں حاوی رہے، انسانیت کے درد سے بے قرار ہو کر ان میں سے کوئی نہیں اٹھا تھا، ان میں کوئی حضرت مسیح کا مذہب جاری کرنے اور دنیا کے ساتھ انصاف کرنے، فسق و فجور اور ظلم و زیادتی مٹانے نہیں اٹھا تھا، نہ انگریز، نہ جرمن، نہ روس، نہ امریکہ انھیں اچھے بُرے ظلم و انصاف، حق و باطل سے کچھ بحث نہ تھی، حاشا و کلا انھوں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ ہم دنیا کو صحیح نظامِ زندگی دیں گے اور انسانیت کی خدمت کریں گے۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ ہم لوگ سونے چاندی کی گنگا بہائیں گے، اور ملکوں کے ذخیرے اور دولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے۔

انسانیت کے مجرم

وہ دنیا پر اپنی اجارہ داری (MONO POLY) قائم کرنا چاہتے تھے، یہ سب ایک نظام زندگی پر ایمان لائے تھے، کہ تمام دنیا کو پامال کر کے انسانوں کی لاشوں پر عیش و عشرت کی محفل رچائیں گے اور آدمیت کے ملبہ پر اپنی قومی شوکت کا محل بنائیں گے، سب ترسے ہوئے ندیدے، دولت کے بھوکے، خواہشات کے غلام، شراب خوار، قمار باز، خدا کو بھولے ہوئے، فطرت صحیح کے خلاف بغاوت کرنے والے تھے دل رحم سے خالی، انسانیت کے درد سے عاری، انھیں کے نقش قدم پر آج قوم اور ملک، ذاتیں اور برادریاں، سیاسی پارٹیاں، قومی ادارے، اور قوم پرست حکومتیں چل رہی ہیں، سب کا جذبہ یہ ہے کہ ہم اور ہمارے رفیق اور ساتھی اور عزیز و احباب موج کریں وہ موجودہ حالت کو (ACCEPT) کر لیتے ہیں۔ ان کو صورتِ حال سے کوئی اختلاف نہیں، صرف ان لوگوں سے اختلاف ہے جن کے ہاتھ میں باگ ڈور ہے، وہ دنیا بدلنا نہیں چاہتے صرف ان کی امامت و

قیادت (LEADER SHIP) بدلنا چاہتے ہیں ان کی کوشش صرف یہ ہے کہ دوسروں کی جگہ ہم آجائیں، آپ کے یہاں مقامی انتخابات ہوتے ہیں، ڈسٹرکٹ بورڈ، میونسپلٹی، ٹاؤن ایریا وغیرہ کے نئے انتخابات میں نئے نئے لوگ آتے ہیں لیکن کیا کوئی ذہنیت، نیا اصول زندگی، نیا جذبۂ خدمت اور نیا جذبۂ اصلاح لیکر آتا ہے کیا کوئی نیا بورڈ یا کمیٹی بد اخلاقیوں کے روک تھام کرتی ہے، انسانوں کی بے لاگ خدمت کرتی ہے، ہم تو یہ جانتے ہیں کہ یہ سب ایک ہی ذہن، ایک ہی اصول زندگی اور ایک ہی جذبہ لے کر آتے ہیں، اسی کا نتیجہ ہے کہ صورتحال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، زندگی کی خرابیاں اور سوسائٹی کے جھول جوں کے توں رہتے ہیں۔

زندگی کا نقشہ سرے سے غلط ہے

اس کے برخلاف پیغمبر کہتے ہیں کہ سرے سے زندگی کا نقشہ ہی غلط ہے، اسے اُدھیڑ کر پھر سے بناؤ، اس میں پھر سے رنگ بھرو اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے ایک شیروانی سلی سلائی لے لی وہ اس کے جسم پر چست نہیں ہوتی وہ اس کو اِدھر اُدھر سے کترتا ہے، کھینچتا ہے پیغمبر کہتے ہیں کہ یہ بخیئے غلط لگ گئے ہیں، جب تک یہ بخیئے رہیں گے، اس میں جھول ہی جھول رہیں گے۔ اسے اُدھیڑ کر پھر سے بناؤ۔

سیاسی رشوت

آج ساری دنیا نے انسان کو اپنی خواہشات میں آزاد مان لیا ہے۔ ان غلط خواہشات کے خلاف جذبہ پیدا کرنے کے بجائے آج ساری پارٹیاں اسے رشوت دے رہی ہیں خواہشات کی رشوت، اخلاقی رشوت، اور ایک دوسرے سے بڑھ کر کہہ رہی ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں نظام حکومت آگیا تو ہم تمہاری خواہشات کو پورا کریں گے۔ اور تم کو عیش و ترقی کا پورا پورا موقع دیں گے، اگر اپنی خواہشات کی تکمیل اور آزادی چاہتے ہو تو ہمیں ووٹ دو، آج ہر ایک یہ کہہ رہا ہے کہ ہم اقتدار پاکر تمہارے تعیشات میں اضافہ کریں گے۔ تمہارا معیار زندگی اونچا کریں گے، گویا کہ انھوں نے مٹھائیاں دے کر بچوں کی عادت بگاڑ دی، انھوں نے ان کو مٹھائیوں پر لگا دیا دنیا کے انسان بچہ ہیں، پارٹیاں اور حکومتیں انھیں ہوا دے رہی ہیں اور ان کی عادتیں بگاڑتی جا رہی ہیں، انسان کا حال یہ ہے کہ جتنا اسے دیئے جاؤ وہ اور مانگتا جاتا ہے، فلم آتے ہیں تو اس کی ہوس اور بڑھتی ہے، یہ اور زیادہ ہیجان (EXCITEMENT) چاہتا ہے اور زیادہ عُریاں تصویریں مانگتا ہے یہ دنیا کی انسانی خواہشات پر لگام نہیں لگاتے بلکہ ان کی ہوس کے مطابق دیئے جاتے ہیں۔

پیغمبروں کا طریقہ

پیغمبروں کا یہ راستہ نہیں، وہ خواہشات میں اعتدال و توازن پیدا کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کی خواہش پوری کرنے کی کوشش غیر فطری ہے، پیغمبر کہتے ہیں کہ انسانوں کا چٹورپن خطرناک ہے، اس کو چھڑانا چاہیئے چاہے بچہ کا دل بُرا ہو، چاہے وہ کچھ دیر روئے اور مچلے اس کو برداشت کرنا چاہیئے۔ اور صحیح راستہ پر لگانا چاہیئے، یہ غلط فلسفہ ہے کہ خواہشات کو بھڑکایا جائے۔ اور ان کو شہہ دی جاتی رہے اور جب ان کا فساد ظاہر ہو جائے تو پھر حیرت سے دیکھا جائے اور شکایت کی جائے۔

بے لگام بازی

سیاسی پارٹیوں کا نظام غلط ہے کہ اس زندگی کے نظام کو قبول کر لیا جائے منھ زور گھوڑا، بے لگام اور غلط گھوڑا انسانیت کی کھیتی کو روندتا چلا جا رہا ہے، آج تمام پارٹیاں اس کا سائیس بننا چاہتی ہیں، منھ زور بے لگام گھوڑوں کی ریس ہے کیا ان کے سامنے انسانی ضمیر کی کوئی قیمت ہے، انسانی ہمدردی کا کوئی جذبہ ہے، یورپ و امریکہ ہمدردی اور مساوات کا نام لیتے ہیں ان کی ہمدردی کے پیمانے ہم سب کو معلوم ہیں، بیچارے باہر سے ہمدردی کرنا چاہتے ہیں اور اندر وہی ہوس کا بھوت ہے، ظلم کے وہاں بڑے عجیب و غریب طریقے ہیں،

عہدہ کا اہل کون؟

ہم کہتے ہیں کہ زندگی کا راستہ منزل سے بہت دور جا پڑا، جب تک خدا کا یقین (BELIEF) نہ پیدا کیا جائے، سدھار نہیں ہو سکتا، اس کے بغیر ہم ظالم کو محتاط اور ہمدرد نہیں بنا سکتے ہیں، الل ٹپ آپ کے سامنے نہیں آگیا، میں مطالعہ کے بعد کہتا ہوں کہ جب تک آپ یقین نہ پیدا کریں انسانیت کے اصل ماڈل (MODEL) تک نہیں پہونچ سکتے اس کے اندر سے عزت و عہدہ کی محبت، دولت کی محبت نکال دیجئے اور ایثار و قربانی اور دوسروں کیلئے گھلنے کا جذبہ پیدا کیجئے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ عہدہ اسے ملے گا جو اس کا خواہشمند نہ ہو یہ (QUALIFICATION) تھی، آج اس کے برخلاف بے حیائی سے خود اپنی قصیدہ خوانی کرکے حکومت بنائی جاتی ہے۔

صحابہ کرامؓ کا کردار

صحابہ کرامؓ اس سے بھاگتے تھے حضرت عمرؓ، معافی چاہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بوجھ سے مجھے معاف رکھا جائے، انھیں مجبور کیا جاتا تھا کہ آپ دستبردار ہو گئے تو کون انتظام کرے گا، وہ جب تک کرتے تھے تو اسے بڑی ذمہ داری اور بوجھ سمجھتے تھے اور جب سبکدوش ہوتے تو بڑا سکون (RELIEF) محسوس کرتے تھے حضرت خالدؓ کو سپہ سالار اعظم (COMMODERINCHIEF) بنایا گیا تھا سب طرف ان کی دھاک بیٹھی تھی، عین محاذ پر ایک معمولی سا پرچہ مدینہ سے آتا ہے کہ خالدؓ برطرف کئے جاتے ہیں اور ان کی جگہ ابو عبیدہؓ مقرر کئے جاتے ہیں، تو ذرا بھی ملال نہیں ہوتا، بڑی فراخدلی سے کہتے ہیں کہ اگر میں اس کام کو عبادت سمجھ کر کرتا تھا تو اب بھی انجام دوں گا اور اگر عمرؓ کیلئے کرتا تھا تو کنارہ کش ہو جاؤں گا، پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ اسی ذوق و شوق سے اپنے کام میں مشغول رہے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی،

عزت کی ہوس اور دولت کا بھوت

آج سیاسی پارٹی سے کسی کو الگ کر دیا جاتا ہے تو پہلے نکلنے کا نام نہیں لیتا اڑا رہتا ہے، فتنہ مچاتا ہے اور الگ ہوتا ہے تو دوسری سیاسی پارٹی بنا لیتا ہے یہ کیوں! اس لئے کہ عزت کی ہوس، دولت کا شوق اور بڑائی کا خیال دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے، بس جب تک موجودہ زندگی کا سانچہ نہیں بدلتا، سدھار مشکل ہے، میں آپ کو صاف صاف زندگی کی حقیقتیں بتلا رہا ہوں، خدا کا خوف اور اس کی رضا کا شوق پیدا کیجئے، روحانی اخلاقی زندگی پیدا کیجئے، زندگی سے لطف اندوز ہونے کا شوق جو زندگی کا آئیڈیل بن گیا ہے اسے چھوڑ دیجئے۔

ضرورت اور خواہش

انسانی ضروریات کی فہرست بہت لمبی نہیں فضولیات کی فہرست بہت لمبی ہے، سب نے اپنی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ زندگی کے تعیش کو مقصود بنالو، معدہ اور نفس کو معبود مان لو، خدا کو نہ مانو اس کی بالادستی کا انکار کرو، انسان کو ایک ترقی یافتہ جانور تسلیم کرو، اور اس کی زیادہ سے زیادہ خواہشات کو پورا کرو، یہ سب اسی کا فساد ہے، جب تک یہ بنیاد باقی ہے، ہزار کوششوں کے باوجود سدھار ناممکن ہے، کسی شہر اور ملک کی تو کیا ایک میونسپلٹی کے رقبہ کی اصلاح بھی نہیں ہوگی۔

غلط اجزاء سے صحیح مجموعہ کیسے بن سکتا ہے۔

آج انسانی افراد اور سوسائٹی کے اجزاء خراب اور ناقص ہیں، غلط بنیادوں پر ان کا اٹھان ہوا ہے، اور غلط طریقہ پر ان کی تربیت اور نشو و نما ہوا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ آج سارے انسانی مجموعہ، خراب، ناقص اور کمزور ہیں، جماعتیں افراد سے بنتی ہیں، جب تک افراد درست اور صالح نہیں ہوں گے، جماعتیں اور جماعتی کام کیسے درست ہو سکتے ہیں افراد کا سوال چھیڑا جائے تو لوگ چڑھتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں اور اس مسئلہ کو ٹال دینا چاہتے ہیں وہ اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ اجتماعی حالت میں یہ نقص خود بخود دور ہو جائے گا، عجب لطیفہ ہے جب اینٹیں بھٹہ سے نکلیں تو کہنے والے نے کہا کہ یہ پیلا ہے، یہ کھنجر ہے، یہ اینٹیں اچھی نہیں، یہ عمارت کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی، آپ نے جواب دیا محل بن جانے دو وہ سب اینٹیں اچھی ہو جائیں گی، لیکن خراب اور ناقص اجزاء سے ایک اچھا مجموعہ کیسے تیار ہو سکتا ہے، بہت سے ممبروں سے ایک اچھی باڈی کیسے بن سکتی ہے، خراب تختوں سے ایک اچھا جہاز کیسے بن سکتا ہے، ہم کہتے ہیں۔ یونٹ (UNITS) خراب ہیں مسالہ (MATERIAL) خراب ہے۔ اس سے اچھی باڈی کیسے بنے گی، اس سے اچھی میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کیسے بنے گا؟ ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے تو کوئی نہیں دیکھتا، اور نتیجہ کو دیکھ کر کوفت ہے، کیا یہ ناسمجھی کی بات نہیں، پیغمبر تختے بناتے ہیں، اور اینٹیں بناتے ہیں ان کی تعمیر پائیدار، صالح اور جاندار ہوتی ہے وہاں دھوکہ نہیں ہوتا۔

آج تعلیم گاہوں میں بھی اس حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے، یقین اور اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کہیں نہیں کی جا رہی ہے، افراد کی تربیت کا انتظام کہیں نہیں، ہر جگہ سے غیر تربیت یافتہ افراد کی کھیپ نکل رہی ہے، آج طالب علم ہر کام کر سکتا ہے، اس لئے کہ اس کی کوئی تربیت نہیں کی گئی میونسپلٹی میں کون لوگ ہیں، سارے نظام پر اس طرح کے لوگ حاوی ہیں، انھیں کے ہاتھ میں زندگی کی باگیں ہیں، آج اکثر انسان انسان نہیں، انسان نما ہیں۔

خوفِ خدا کی اہمیت

حقیقت ظاہر ہو کر رہتی ہے، چاہے اس پر کتنا ملمع چڑھا دو، گدھے نے شیر کی کھال پہن لی تھی، لیکن جب خطرہ سامنے آیا تو بیت سے اپنی بولی بول دی، آج سب جگہ یہی ہو رہا ہے، اندر کی چیز باہر آ رہی ہے آپ میں بہت سے بھائی انتھک کوشش کر رہے ہیں آپ میں سے بہت سے مخلص ہیں، لیکن کیا کبھی آپ نے نیچے سے سدھار کی کوشش کی، لوگ پارٹی کے اقتدار کے پیچھے پڑے ہیں، لیکن کرنے کا کام یہ تھا کہ آدمیت کا احترام پیدا ہو، خدا کا خوف پیدا ہو۔

خدا کی بستی دکان نہیں ہے

خدا کی بستی کو دکان سمجھ لیا گیا، ہر ایک دوسرے سے گاہک سمجھ کر معاملہ کرتا ہے، یہ تاجرانہ

ذہنیت تباہ کن ہے، آج سب طرف لینا ہی لینا عام ہے، کہیں استاد شاگردوں کی کشمکش کہیں مزدوروں اور کارخانہ داروں میں چپقلش، یہ سب کیوں؟ یہ سب اسی تاجرانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے، پیغمبروں کا کہنا ہے سب کے سب کا ایک دوسرے پر حق ہے، اور سب کے ذمہ فرائض ہیں، فرائض ادا کرنے میں مستعد ہوں اور حقوق حاصل کرنے میں فراخ دل، ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی یہی کرنے لگیں۔ تو فضا بدلے گی، زندگی کا لطف آئے گا، آج لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے، ہر ایک کی نگاہ تجوری پر ہے، انسان کی مجبوری پر نہیں۔

ہمارا وجود ہر پارٹی سے زیادہ ضروری ہے

ہم اپنے پیغام کو ہر پارٹی کیلئے ضروری سمجھتے ہیں اور ہمارا وجود ہر پارٹی سے زیادہ ضروری ہے کیوں کہ ہمارا کام ہوگیا تو انسانیت کا مہکتا ہوا گلدستہ بنے گا، آج کانٹے پیدا ہو رہے ہیں، آج انسان عنقا ہے، ہم کہنے آئے ہیں کہ انسانیت کی بہار لاؤ، انسانیت کو نکھارو آج انسانیت کے درخت سے کانٹے اور کسیلے پھل پیدا ہو رہے ہیں، آپ انسانیت کے میٹھے پھل پیدا کیجیے، ہم آپ کے کاموں میں روڑے اٹکانے نہیں آئے، ہم یہ کہنے آئے ہیں کہ انسانیت کی خبر لیجئے، ہم اس بگڑی ہوئی دنیا کے خلاف خلش پیدا کرنے آئے ہیں، کاش یہ چبھن پیدا ہو، یہ پیغمبروں کا کام ہے، جسے ہم یاد دلانے آئے ہیں، کوئی دماغ تک رہ جاتا ہے کوئی پیٹ تک پہونچ جاتا ہے، کوئی کپڑوں اور مکان میں اٹک کر رہ جاتا ہے، لیکن مذہب خدا کے یقین اور محبت کے ساتھ دل میں اتر جاتا ہے اور وہ آنکھوں کی کھٹک اور جلن دور کرتا ہے آنکھوں کی سوئیاں نکالنا پیغمبروں ہی کا کام ہے، انہیں کی محنتوں سے دل کی پھانسیں نکلیں اور دلوں کو اطمینان ملا۔

تمہاری حیثیت ایجنٹ یا ملازم کی نہیں، داعی اور رہبر کی ہے۔

ہم مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم نے پیغمبروں کے کام اور پیغام کی بڑی ناقدری کی، تم مجرم ہو، تم اپنا اصل سرمایہ کو چھوڑ کر ذلیل سرمایہ داروں کے ایجنٹ بن گئے، تم نے بھی تاجرانہ ذہنیت اپنالی، اور بیوپاری بن گئے۔ تمہاری حیثیت بیوپاری اور ملازم کی نہیں تھی، تم یہاں داعی کی حیثیت سے آئے تھے، تم نے داعیانہ حیثیت اور اپنے آنے کا مقصد کھو دیا۔ تم دعوت و محبت کے پیام کے ساتھ جیتے تو عزت سے جیتے اور کامیاب و بامراد جیتے رہتے۔ اب تمہاری فلاح اسی میں ہے کہ تم اپنی کھوئی ہوئی حیثیت اختیار کرو، دنیا کی فلاح اس میں ہے کہ وہ پیغمبروں کے پیام کی قدر کرے، سیاسی پارٹیاں اور مختلف جماعتیں قیادت کی جنگ اور غلبہ واقتدار کی کشمکش چھوڑ کر زندگی کے اس بگڑے ہوئے نقشہ کو بنانے کی کوشش کریں اور اپنے اور اپنے متعلقین اور دوستوں کے بجائے ساری انسانیت کی فکر کریں کہ اس کے سدھار کے بغیر کسی کو چین اور امن حاصل نہیں ہوسکتا۔

(بقیہ) علامہ یوسف القرضاوی

تین حصوں کو مسلمان تعلیم یافتہ طلبا کیلئے وقف کرنے کا منصوبہ بنایا، اس خطیر رقم کے ذریعہ علامہ موصوف کی یہ دلی تمنا ہے کہ ان کا یہ عطیہ اس کا خیر میں ایک تخم کی حیثیت رکھے گا، باقی رقم کو آپ نے انٹرنیٹ، اسلام اون لائن نٹ: ON-LINE-NET کیلئے وقف کردیا ہے۔

خاص بات یہ ہے کہ علامہ موصوف کو یہ چھٹا بین الاقوامی ایوارڈ ملا ہے۔ اس سے پہلے جو ایوارڈ ملے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ ۱۴۱۱ھ میں علامہ موصوف کو اسلامی بینکنگ ایوارڈ برائے ترقی معاشیات ملا۔

۲۔ عالمی شہرت یافتہ شاہ فیصل ایوارڈ برائے اسلامی تحقیقات میں اشتراک عمل ۱۴۱۳ھ میں ملا۔

۳۔ ملائیشیا میں بین الاقوامی اسلامک یونیورسٹی کے سرپرست کی جانب سے امتیازی علمی ایوارڈ ۱۹۹۶ء میں ملا۔

۴۔ فقہ اسلامی میں سلطان حسن البلقیہ ایوارڈ (برونائی ایوارڈ) ۱۹۹۷ء میں ملا۔

۵۔ جامعہ تونیس کا علمی وثقافتی ایوارڈ ۱۴۲۰ھ میں ملا۔

دعائے مغفرت

مولوی عبدالناصر قاسمی، سابق سفیر دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ۳ جنوری ۲۰۰۱ء کو تقریباً ۴۵ سال کی عمر میں حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے آبائی وطن سیتاپور میں انتقال ہوگیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔

مرحوم نے تقریباً دس سال تک دارالعلوم ندوۃ العلماء میں سفارت کے فرائض انجام دیئے اس کے بعد سیتاپور میں ایک دینی مدرسہ میں تدریس کے فرائض انجام دینے لگے تھے، پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ۲ لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں اللہ تعالیٰ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے،

قارئین تعمیر حیات سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے

سیرت نبویؐ

اصلاح معاشرہ کی بنیاد

(دوسری و آخری قسط)

● مولانا عبداللہ عباس ندوی

عوامی مال کھانے کی حرمت

جن لوگوں کے ذمہ اجتماعی خدمت کے پیسے ہیں، اس کو بجائے پبلک کی ضرورت پر خرچ کرنے کے اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں، جیسے اوقاف کے متولی وغیرہ، موقوفہ جائداد کی آمدنی اس مد میں نہیں خرچ کرتے جو وقف کرنے والے کا مقصد ہے وہ سب اکل حرام کے مرتکب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لاتزول قدما عبد یوم القیامۃ حتی یسأل عن اربع عن عمرہ فیما افناہ وعن شبابہ فیم أبلاہ وعن مالہ من أین اکتسبہ وفیم انفقہ وعن علمہ ماعمل بہ

(طبرانی ۱۱/۲۰۸ عن ابن عباسؓ)

بندے کا قدم قیامت کے روز اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلے گا جب تک کہ چار باتوں کا اس سے سوال نہ کرلیا جائے، اس کی عمر کے بارے میں سوال ہوگا کہ کس چیز میں اس کو ختم کیا اس کی جوانی کے بارے میں دریافت کیا جائے گا کہ کہاں گنوائی، اس کی دولت کے بارے میں معلوم کیا جائے گا کہ کہاں سے حاصل کی اور کہاں خرچ کی، اور آخر اس سے اس کے علم کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے علم سے کیا فائدہ پہنچایا۔

حرام ذرائع آمدنی میں وہ تمام ذرائع داخل ہیں جو ناجائز کام کے ذریعہ حاصل کئے جائیں، مثلاً شراب کی دوکان کھولنا، فحاشی کے اڈے چلانا، خواہ وہ سینما گھر ہوں یا تھیٹر ہوں، جوا، ڈاکہ زنی، چوری، رشوت، جھوٹ بول کر، یا جھوٹی قسم کھا کر ناقص یا خراب چیز کو پورے دام پر بیچنا، رشوت لینا اور دینا، انسان دشمن فرد یا ادارہ کا ایجنٹ بننا، لاٹری اور معمہ میں پیسہ ضائع کرنا یا اس کو چلانا اور اس سے فائدہ اٹھانا کیونکہ یہ سب اس آیت کے حکم میں آجاتے ہیں۔

یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: ۳۱)

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔

حدیث نبویؐ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کل لحم نبت من السحت فالنار اولیٰ بہ (۱)

حرام مال سے جو گوشت جسم میں پیدا ہوگا آگ اس کی زیادہ حقدار ہے۔

اجتماعی زندگی میں ازالہ مفاسد کے جو نمونے اسوۂ حسنہ میں ملتے ہیں اس کی مثال تو کیا اس کا کوئی ذرہ بھی پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتا جس طرح کوئی ماہر سرجن زخم پر نشتر لگا کر اندر اندر جہاں تک مواد پھیل گیا ہے اس کو جسم سے نکال دیتا ہے اسی طرح اسوۂ نبویہ میں اخلاقی مفاسد کو سوسائٹی کی رگ رگ سے آپؐ نے نکالا ہے اور آپ کے تربیت یافتہ صحابہ کرامؓ نے اس کے عملی ثبوت دیئے ہیں، صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں یہ حدیث ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو تحصیل زکوٰۃ پر مامور فرمایا تھا۔ جب وہ واپس آئے تو آمدنی اور حساب پیش کیا اور عرض کیا یہ مال تو بیت المال کا ہے اور یہ مال میرا ذاتی ہے جو لوگوں نے مجھے شخصی طور پر ہدیۃً دیا تھا آپؐ نے جب یہ دیکھا کہ ان صاحب کو ہدیہ کا مال علیحدہ سے دیا گیا ہے، آپؐ منبر پر چڑھے اور فرمایا:

کیسا ہے وہ عمّال (عامل) جس کو ہم کہیں بھیجتے ہیں تو آ کر کہتا ہے، مال مجھے ہدیہ دیا گیا ہے، وہ اگر اپنے والدین کے گھر میں رہتا تو دیکھا جاتا کہ اس کو کسی نے ہدیۃً مال دیا ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ایسا شخص جو کچھ لائے گا قیامت کے روز وہ چیز اس کی گردن میں ڈال دی جائے گی، خواہ وہ اونٹ جو اپنی آواز نکالتا ہے (رغاء) یا گائے (جو اپنی خاص آواز نکالتی ہے) یا بکری جو اپنی خاص آواز نکالنے والی ہو۔(۲)

(۱) ریاض الصالحین باب الحث علی اکل الحلال۔

(۲) عربی میں ہر جانور کی آواز کیلئے ایک لفظ ہے۔ اردو میں گھوڑے کی آواز کو ہنہنانا بولتے ہیں، کتے کی آواز کو بھونکنا بولتے ہیں مگر ہر جانور کی آواز کیلئے علیحدہ علیحدہ اصطلاح ہمیں اردو میں مجھے معلوم نہیں۔

(۳) بخاری میں باب ہدایا العمال وباب محاسبۃ الامام عمالہ۔

حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ خواہ ایک جانور ہی کیوں نہ ہو اگر کسی نے ناجائز حاصل کیا ہے تو قیامت کے روز وہ ناجائز حاصل کرنے والے کی گردن پر ہوگا۔

بہرحال اوپر جو حدیث نقل کی گئی اس میں ازالۂ مفاسد کا جو اسوہ ہے اس میں اس قدر باریک بینی کا نمونہ ملتا ہے جس کی طرف کم کسی کی نگاہ اٹھ سکتی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضِ صحبت اور آپ کی براہِ راست تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہت ہی خورد بینی کے ساتھ اس بات کا جائزہ لیتے رہتے تھے کہ کہیں ان کے افرادِ خاندان سے غلط استحصال تو نہیں ہو رہا ہے

اس طرح کے بیسیوں واقعات میں سے چند بہت ہی مستند اور روایت و درایت کے لحاظ سے مکمل اور مختصر واقعات پیش کئے جاتے ہیں۔

١۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے چند اونٹ خرید کر سرکاری باؤنڈری میں ڈال دیئے۔ عام طور پر لوگ اپنے مویشی حکومت کے زیرِ انتظام آراضی میں خرید کر رکھ دیا کرتے تھے، جس کو "حمی" کہا جاتا تھا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے بھی چند اونٹ خرید کر وہاں رکھ دیئے جب وہ اونٹ کچھ عرصہ بعد موٹے ہو گئے تو ان کو نکال کر بازار لائے، امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ادھر سے گذر ہوا جہاں آپ کو چند موٹے تازے اونٹ دکھائی دیئے۔ دریافت فرمایا کہ یہ کس کے اونٹ ہیں، بتایا گیا کہ یہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے ہیں، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے صاحبزادے کو بلا کر پوچھا، یہ کیسے اونٹ ہیں، عرض کیا میرے اونٹ ہیں، سرکاری باؤنڈری میں ان کو ڈال دیا تھا جس طرح دوسرے تمام مسلمان کرتے ہیں وہی میں نے بھی کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا: جب لوگوں کو معلوم ہوا ہوگا کہ یہ اونٹ امیر المؤمنین کے فرزند کی ملکیت کے ہیں تو یقیناً لوگوں نے اس کا خیال زیادہ کیا ہوگا اور ضرور یہ کہا ہوگا، امیر المؤمنین کے صاحبزادے کے اونٹ ہیں۔ ان کو پہلے پانی پلاؤ، ان کو اچھا چارہ دو اور زیادہ دو، اے عبد اللہ! اپنا راس المال لے کر چلے جاؤ اور بقیہ بیت المال میں دیدو۔ مطلب یہ کہ اونٹ فروخت کر کے تم اسی قدر قیمت لو جتنی قیمت میں یہ اونٹ خریدے تھے اور جو نفع کے زیادہ دام ملیں وہ بیت المال میں جائیں گے (١)

٢۔ شاہِ روم کا ایک ایلچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے ایک دینار قرض لے کر عطر خریدا اور کئی شیشیوں میں اس کو بھر کر اسی ایلچی کے ذریعہ شاہِ روم کی ملکہ کو تحفۃً بھیجا، جب عطر کی شیشیاں ملکۂ روم کو ملیں تو انہوں نے ان شیشیوں کا عطر نکال کر ان شیشیوں میں کچھ ہیرے موتی بھر دیئے، پھر ایلچی سے فرمائش کی یہ تحفہ لیجا کر (حضرت) عمرؓ کی حرم کو دے آؤ۔ جب جواہرات سے بھری شیشیاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ کے پاس پہونچیں تو انہوں نے فرش پر ان کو انڈیل دیا، اتنے میں امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے فرمایا یہ ہیرے موتی تمہارے فرش پر کہاں سے آگئے انھوں نے پوری بات عرض کر دی، حضرت عمرؓ نے ان کو فروخت کر کے ایک دینار اپنی اہلیہ کو دیا اور بقیہ مال بیت المال میں داخل کر دیا، کیونکہ ملکۂ روم نے اپنی کسی سہیلی یا اہلِ خانہ رشتہ دار کو نہیں دیا تھا، بلکہ امیر المؤمنین کی اہلیہ کو دیا تھا لہٰذا یہ مال مسلمانوں کا ہوا۔ البتہ ایک دینار جو آپؓ کی بیوی نے پہلے خرچ کیا تھا وہ ان کو دیدیا گیا (١)

٣۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب آپ کسی کو اپنا عامل (گورنر) بناتے تو پہلے ان کی مالیات کا شمار کر لیتے، بعد میں جب دیکھتے کہ ان کے اصلی سرمایہ سے زیادہ مال ہے تو اس کا نصف بیت المال میں داخل کرا دیتے اور آپؓ کا یہ بھی معمول تھا کہ دوسرے شہر کے گورنر دار الخلافہ میں آتے تو حکم دیتے کہ دن کو آئیں، رات کو نہ آئیں تاکہ کوئی مال چھپا نہ سکیں (٢)

٤۔ ایک مرتبہ آپؓ کا گذر ایسے مکان کی طرف ہوا جو پتھر اور سیمنٹ سے تیار ہوا تھا، آپؓ نے پوچھا یہ کس کا مکان ہے، لوگوں نے بتایا یہ مکان آپ کے گورنر بحرین کا ہے، فرمایا "ابت الدراهم الا ان تخرج اعناقها" مال چھپ نہیں سکتا اپنی گردن نکال کر دکھا دیتا ہے۔ اس گورنر کے اموال میں سے بیت المال کو آدھا دلوا دیا۔

احتیاط پسندی اور تقوی کی یہ مثالیں اس آسمان کے نیچے کسی دوسری جگہ نہیں دیکھی گئی ہیں۔ اس طرزِ حکومت کا عشرِ عشیر بھی کہیں پایا جائے تو انسان کا کوئی فرد بدحال نہیں رہ سکتا، اسوۂ نبی کریم اور آپ کے تربیت یافتہ خلفائے راشدینؓ نے تجویزیں اور اسکیمیں نہیں بنائی تھیں اور نہ ان کی نمائش کی گئی تھی اور نہ وعدوں کی دوکانیں کھولی تھیں، اپنے عمل سے دنیا کو ایک ضابطۂ حیات عطا کیا جن سے مفاسد کا ازالہ اور حصولِ خیر و برکت کے دروازے کھل جایا کرتے تھے۔

---

(٣) یہ محاورہ کی آواز ہے جیسے آپ کہیں فلاں شخص بہت غریب ہے اس کے گھر میں ایک ممیانے والی بکری بھی نہیں ہے۔ مطلب ایک بکری بھی نہیں ہے۔

(١) الریاض النضرۃ ٢/٤٧

(١) ریاض النضرۃ ٢/٣٨

(٢) سراج الملوک ص: ١١٧۔

وسائلِ آمدنی میں خیر و شر کی حد بندی کرنے کے بعد اسلام نے ان چور دروازوں کو بھی بند کر دیا ہے جن کی طرف انسان کے وضع کردہ تنہا اور مالی قوانین کی نظر نہیں جا سکتی، اوپر جو واقعات نقل کئے گئے ان سے معلوم ہوگا کہ صرف رشوت کو حرام نہیں قرار دیا بلکہ اس کو بھی ناجائز قرار دیا جس کو دنیا رشوت نہیں سمجھتی، مثلاً کسی اہلکار کو ہدیہ ملے وہ بھی رشوت کی ایک قسم ہے، کسی نے شادی یا عید کے موقع پر کوئی ہدیہ دیا اس کو بھی واپس کیا گیا کہ یہی ہدیہ تم نے اس وقت کیوں نہیں دیا تھا جب ہم حکمراں یا حکمراں کے مقرب و ملازم نہیں تھے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ ایک عام قانون کے الفاظ اس درجہ قانون کی روح کی حفاظت نہیں کر سکتے جس قدر ایک زندہ ضمیر رکھنے والے انسان کا عمل حد بندی کر سکتا ہے، اس کی بہترین مثالیں اوپر گذریں اگرچہ وہ محض نمونہ کے طور پر عرض کی گئیں۔

اسلامی معاشرہ میں وسائلِ آمدنی جس سے عوامی بہبود کا کام چلے وہ جا و بے جا ٹیکسوں کی بہتات نہیں ہے۔ اور نہ اسلامی نظامِ حکومت میں اس کا سراغ ملتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے ان کے گورنر نے جو مصر میں متعین تھے، شکایت کی کہ لوگ کثرت سے اسلام قبول کر رہے ہیں، اس لئے آمدنی کا بڑا ذریعہ جزیہ کم ہوتا جا رہا ہے اس پر حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے جو جواب دیا وہ مختصر ہونے کے باوجود تاریخ اسلام کا اہم واقعہ ہے، آپ نے جواب میں لکھا:

دیحک ان محمد المریبعث
جابیا انما ارسل ھادیا

تیرا ناس ہو، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہادی بنا کر بھیجے گئے تھے (جابی) ٹیکس وصول کرنے کیلئے نہیں مبعوث ہوئے تھے۔

وسائلِ آمدنی کے بعد مصروفات کا ذکر لازمی ہے یعنی کہاں خرچ کیا جائے۔

اخراجات میں کچھ تو حقوق ہیں اور کچھ فرائض اور ایک قسم احسان و استحباب کی ہے، قرآن کی تعلیمات میں کسی حصہ کی اہمیت کم نہیں کی گئی ہے، شریعت کے اصول کے مطابق ہر ایک کو اس کا وہ مقام دیا گیا ہے جو فطرت کا تقاضا ہے، حقوق ہی کے باب میں انسان کی اپنی ضرورت بھی ہے، اگرچہ ضرورت کا لفظ بھی تشریح طلب ہو گیا ہے، احیاء علوم الدین میں امام غزالیؒ نے اس پر بحث کی ہے، ضروریات کی تحدید اگر نہ کی جائے تو پوری دنیا بھی ایک انسان کی ہوس کیلئے ناکافی ہے ورنہ جس سے "قوامِ حیات" باقی رہے وہ ضرورت ہے آج کل اس کی دو قسمیں کی گئی ہیں، ضروریات اور کمالیات، ضروریات تو وہ ہیں جو زندگی باقی رکھنے کیلئے، سردی گرمی سے بچنے کیلئے دھوپ کی تپش اور بارش سے بچنے کیلئے، آدمی کی فطرت طلب کرتی ہے۔ کمالیات وہ ہیں جن کا زندگی سے تعلق نہیں ہے بلکہ زیادہ آرام طلبی کے لئے یا دکھاوے کیلئے یا لہو الحدیث کے لئے انسان طلب کرتا ہے، مثلاً حقیقت کے مطابق اور دوسروں کا حق مارے بغیر جو کھانا میسر ہو، ستر پوشی اور طہارت کیلئے کپڑے، ضرورت کے مطابق مکان، مگر کمالیات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور جس زمانہ میں اسراف کا دور دورہ ہو وہاں کمالیات بھی ضروریات کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں، مثلاً ریڈیو چند سال پہلے تک کمالیات میں شمار ہوتا تھا، آج وہ ایک گداگر اور معمولی سے معمولی پیشہ والوں کیلئے ضروریات میں داخل ہو گیا ہے، ٹی وی سے کلرٹی وی پھر ویڈیو تک ضروریات میں شمار ہونے لگا، لہٰذا یہ خندق تو کبھی پر ہونے والا نہیں ہے۔

لو کان لابن آدم وادیان من
مال لابتغی لهما ثالثا ولا یملأ
جوف ابن آدم الا التراب ویتوب
اللہ علی من تاب (مسند احمد ٣/١٢٢)

اگر آدم زاد کے پاس مال و دولت کی دو وادیاں بھی ہوں تو وہ تیسرے کا متمنی ہوگا اور ابن آدم کا پیٹ تو صرف قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے، ہاں جو اللہ کی طرف متوجہ ہوا، اللہ اس کی نگہبانی کرتا ہے۔

بہرحال ضروریات کو اگر بڑھایا نہ جائے تو اللہ تعالیٰ نے "وما من دابة في الارض الا على الله رزقها" (هود: ٦) اور کوئی جاندار زمین پر ایسا نہیں کہ اللہ کے ذمہ اس کا رزق نہ ہو۔ میں کسی کیلئے کمی نہیں کی ہے، حقوق میں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی ہر طرح کی خبر گیری کرنے کی متعدد آیاتِ کریمہ میں ترغیب دی گئی ہے:

ووصينا الانسان بوالديه احسانا
حملته امه كرها ووضعته كرها
وحمله وفصاله ثلاثون شهرا (الاحقاف: ١٥)

اس کو تکلیف کے ساتھ پیٹ میں رکھا اور جنا، پیٹ میں رکھنا اور دودھ پلاتے رہنا تیس ماہ تک (جاری رہتا ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات میں اس کی مزید تاکید کی، ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں آکر یہ دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! سب سے زیادہ میرے حسنِ سلوک کا کون مستحق ہے؟ فرمایا تیری ماں، پوچھا پھر کون، فرمایا تیری ماں، اس نے عرض کیا پھر کون، فرمایا:

تیری ماں، تین دفعہ آپ نے یہی جواب دیا، چوتھی دفعہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا: تیرا باپ۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار بڑے بڑے گناہوں کا ذکر کیا اور سر فہرست ماں کی نافرمانی کو سب سے بڑا جرم قرار دیا اور فرمایا تمہارے رب نے ماؤں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے (بخاری، کتاب الادب)

یہ دونوں حدیثیں امام بخاریؒ کی "الادب المفرد" سے نقل کی گئی ہیں، اس باب میں متعدد احادیث اس مفہوم کی تاکید میں وارد ہوئی ہیں، ان کے بعد قرابت کا حصہ ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ۔ بیوہ، یتیم محتاج اور وہ لوگ جو حیا و شرم سے زبان نہیں کھولتے اور ان کی وضعداری کو دیکھ کر لوگ ان کو مستغنی سمجھتے ہیں، ان کو بھی شریعت نے مدد دینے کی ترغیب دی ہے۔

تقسیم مال کی دو قسمیں ہیں، ایک جو فرض ہے اور دوسرے وہ جو استحباب اور نفل کے درجہ میں ہے جو لازمی اور فرض ہے ان میں۔

۱۔ **زکوٰۃ** ۔ ارکان اسلام میں تیسرا رکن ہے، قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّاۗىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ (المعارج: ۲۴)

اور وہ ایسے لوگ ہیں جن کے مال میں مانگنے والے اور (غیر حاضر) نہ مانگنے والوں دونوں کا حصہ ہے۔

حدیث نبوی میں ارشاد فرمایا گیا ہے۔

بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (ترمذی، کتاب الایمان)

یعنی اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں شہادت توحید و شہادت رسالت، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور جو استطاعت رکھتا ہو اس کے لئے حج کرنا۔

زکوٰۃ کے مستحقین کا قرآن کریم میں ذکر ہے، یہ فقہ کا مستقل باب ہے، احادیث میں اس کی شرح ہے، فقہ الزکوٰۃ مستقل موضوع ہے، جس کی تفصیل کئی جلدوں کی کتاب پر حاوی ہے، زکوٰۃ کے علاوہ مالی فرائض یہ ہیں۔

۲۔ **نذور**: جس نے نذر مانی ہو اس کی ادائیگی فرض ہے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ (الحج: ۲۹)

اور وہ اپنی نذریں پوری کریں۔

۳۔ **کفارات**: اگر حج اور روزہ میں سے کسی حکم کی ادائیگی نہ کر سکا تو اس پر کفارہ ہے اس کی کئی قسمیں ہیں:

- کفارۃ الیمین، قسم کھا کر پورا نہ کر سکا تو دس مسکینوں کو کھانا کھلانا فرض ہے۔

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ (المائدۃ: ۸۹)

تو اس کا کفارہ اپنے گھر والوں کو جو کھلاتے ہو، اسی طرح اوسط درجہ کا دس مسکینوں کو کھانا دینا ہے۔

- حالت احرام میں شکار کرنا۔

اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ (المائدۃ: ۹۵)

اور خواہ مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔

- بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے اگر کوئی روزہ نہ رکھ سکے اور قضا نہ کر سکے تو ایک روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا۔
- حج کے دوران اگر کسی نے سر منڈا لیا تو اس پر صدقہ یا ذبیحہ ہے۔
- رمضان کا روزہ اگر قصداً توڑ دے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔

کفارات سے جو غذا یا مال یا غلہ کی شکل میں سامان آئے گا وہ صرف فقراء کا حصہ ہوگا، لہٰذا ان کے لئے رزق کا ایک راستہ یہ بھی کھول دیا گیا ہے۔

۴۔ **اضاحی**: قربانی کرنا ارشاد الٰہی ہے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (الکوثر: ۲)

تو تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

یہ آیت عید الاضحیٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اس کے بارے میں تفصیلات و شرائط بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اتنا سب کو معلوم ہے کہ قربانی ہر سال ہر اس مسلمان پر واجب ہے جس کے اندر مالی صلاحیت ہو، اور یہ غریبوں اور ناداروں کو غذائی مدد پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔

۵۔ **صدقۃ الفطر**: جس کو روزوں کا فطرہ کہا جاتا ہے، اس کے مسائل بھی مشہور ہیں، جن کے اعادہ کی یہاں حاجت نہیں، البتہ یہ پہلو کچھ واضح ہے کہ اس سے محتاج و نادار اور فاقہ کش گھرانے میں کم از کم عید کے دن فاقہ نہ ہو۔

۶۔ **بھوکوں اور محتاجوں کی ضرورت کا تکفل**۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

مَا اٰمَنَ بِيْ مَنْ بَاتَ شَبْعَانَ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ (طبرانی ۱/۲۵۹ عن انسؓ)

مجھ پر وہ شخص ایمان نہیں رکھتا ہے، جو شکم سیر ہو کر سوئے اور اس کا پڑوسی بھوک سے کروٹ بدل رہا ہو۔

حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، اصحاب صفہ نادار تھے، اور طلب علم کے سوا ان کا کوئی کام نہ تھا۔ آپ نے فرمایا جس کے یہاں بھی کھانا فاضل ہو وہ ان کو پہونچائے، دو آدمیوں کا کھانا ہو تو تیسرے کو شریک کرے، اگر تین آدمیوں کے لائق کھانا ہو تو چوتھے اور پانچویں کو شریک کر لے، یہ دین دین مواساۃ ہے، یعنی ایک دوسرے کی غمخواری اور تعاون کا دین ہے۔

---

۱ الادب المفرد باب بر الام، باب بر الاب۔

(بخاری باب طعام الواحد یکفی الاثنین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشاروں کو حکم سمجھتے تھے، آپ کے نصائح کو واجب العمل جانتے تھے۔ چنانچہ سواری ہو یا غذائی سامان، دونوں کے بارے میں ان کا عمل یہ تھا کہ اپنی ضرورت سے جو زیادہ ہو وہ ان کا مال نہیں ہے، بلکہ اس میں اس کے ساتھی کا یا پڑوسی کا حق ہے۔ یہاں تک کہ جن کے پاس اپنی ضرورت کیلئے بھی کافی غذا نہ ہو وہ اس طرح مہمانوں کو کھلاتے کہ اس کو محسوس نہ ہو، اپنے آپ پر ترجیح دیا کرتے تھے، ایک مشہور واقعہ ہے جو نہ صرف اسلام کی تاریخ میں بلکہ ادیان عالم کی تاریخ میں نورانی حروف میں لکھے جانے کا مستحق ہے، صحیح بخاری کی روایت ہے جو الادب المفرد میں بھی مذکور ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا، میں بہت نڈھال ہوں اس کے الفاظ ہیں "انی مجھودٌ" یعنی سفر سے تھکا ہوا اور بھوک سے نڈھال ہوں آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے دریافت کرایا کہ آیا کچھ کھانے کا سامان ہے؟ جواب ملا کہ قسم ہے یا رسول اللہ اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر مبعوث کیا ہے، یہاں پانی کے سوا کچھ نہیں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آج کی رات کون اس شخص کو مہمان بنا سکتا ہے؟ ایک انصاری صحابیؓ نے عرض کیا "میں یا رسول اللہ اس کی میزبانی کروں گا" اور اپنے ساتھ اس شخص کو لے کر اپنے ٹھکانے لائے اور انھیں اپنی سواری کے پاس بٹھا دیا، گھر آ کر اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ کے مہمان کی مہمانداری کرو۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی گھر والی سے کہا کہ تمہارے پاس مہمان کیلئے کچھ ہے؟ خاتون خانہ نے جواب دیا، صرف بچوں کی ضرورت بھر ہے، کہا ان کو کسی طرح بہلاؤ اور جب کھانا مانگیں تو سلا دو، اور جب مہمان گھر کے اندر آ گئے تو کہا چراغ بجھا دو، اور اس پر یہ ظاہر کرو کہ گویا ہم لوگ کھا رہے ہیں، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ سب دسترخوان پر بیٹھ گئے اور صرف مہمان نے کھانا کھایا۔ اور سب نے فاقہ میں رات گذار دی، صبح جب یہ صحابیؓ دربار رسالتؐ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کو دیکھتے ہی فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو تم لوگوں کی یہ ادا بہت پسند آئی جو تم نے رات مہمان کے ساتھ حسن سلوک کیا، ایک روایت کے مطابق اس آیت کا شان نزول یہی واقعہ ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر: ۹)

اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انھیں شدید محتاجی ہو۔

مکاسب خیر میں اوقاف کی بھی بڑی اہمیت ہے، وقف دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وقف علی الاولاد جس کو "الوقف الذری" کہتے ہیں۔ وہ وقف کرنے والے کی اولاد کے لئے مخصوص ہے اور اس کی نوعیت "استہلاکی" وقتی و مقامی ضرورت کی تکمیل LOCAL CONSUMPTION ہے نفع استعمال سے ختم ہو جاتا ہے۔

وقف کی دوسری قسم "الوقف الخیری" ہے یہ وہ وقف ہے جس کا فائدہ وقف کرنے والے کو ابد الآباد تک ملتا رہتا ہے۔ حدیث میں ہے جب انسان اس دنیا سے گذر جاتا ہے تو اس کے عمل کرنے کا وقت اور کار ثواب کا وقت بھی ختم ہو جاتا ہے، سوائے تین چیزوں کے جو ہمیشہ باقی رہتی ہیں اور اس کا فائدہ مردہ کو ہمیشہ ملتا رہتا ہے ایک اولاد صالح جو اس کے حق میں مغفرت کی دعا کرتی ہے، دوسرے علم دین کی تعلیم اگر اس نے کسی کو دی ہے یا تعلیم دینے کا ذریعہ بنایا ہے اس سے جو لوگ مستفید ہوں گے اور ان سے مستفید ہونے والوں سے جو مستفید ہوں گے اور جب تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا اس کو ہر روز بلکہ ہر پل اجر ملتا رہے گا۔ اور تیسرے وہ کام جو رفاہ عام کیلئے اس نے کیا ہو خواہ جانوروں اور اللہ کی بے زبان مخلوق کے پانی پلانے کا حوض ہی بنایا ہو۔

(مسلم، کتاب الوصیۃ)

وقف کے معاملہ میں مسلمانوں کی ذہانتوں نے جو شکلیں نکالی ہیں اس کی ادیان و امم کی تاریخ میں مثال نہیں مل سکتی۔ ڈاکٹر عبد اللہ علوان اپنی کتاب "التکافل الاجتماعی فی الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

دمشق جہاں بین الاقوامی نمائش لگی تھی، اس کا قدیم نام "المرج الاخضر" ہری چراگاہ تھا۔ اور اب بھی اسی نام سے اس جگہ کو لوگ جانتے ہیں۔ یہ جگہ ایک بندۂ مومن نے ان جانوروں کیلئے وقف کر دی ہے جن کی عمر زیادہ ہو گئی ہو، اور کسی کام کے نہ رہے ہوں اس وقف سے ان کو چارہ ملا کرتا تھا کہ جب تک ان کی طبعی موت نہ ہو جائے، یہاں رہیں، لوگ اس کو مار کر چھٹکارا نہ حاصل کریں۔

ہمارے بزرگوں کے اوقاف میں بیمار بلیوں، کتوں اور دوسرے جانوروں کے علاج کے لئے ایک جگہ اور رقم خاص کر دی گئی تھی۔ ایک وقف ان نوجوانوں کی مدد کے لئے تھا جو شادی کر کے پاکدامنی کی زندگی گذارنا چاہتے ہوں، مگر ان کے پاس شادی کا خرچ نہ ہو۔ ایک وقف ان لوگوں کیلئے تھا جو نابینا لوگوں کو ہاتھ پکڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجایا کریں اور علماء کی مجالس میں

(باقی صفحہ ۲۸ پر)

---

۱ مسلم، کتاب الاشربۃ باب اکرام الضیف و فضل ایثارہ

علماء ربانیین کی شان بے نیازی

ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی ندوی۔

مرور ایام سے آفتاب نبوت کی کرنیں جتنی دور ہوتی جارہی ہیں اسی نسبت سے تاریکی کی تہوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ دین سے بے رغبتی بڑھ رہی ہے۔ دنیا کی محبت غالب آرہی ہے۔ ایمان وعمل اور اخلاق وآداب کا دامن ہاتھ سے چھوٹ رہا ہے۔ حلال وحرام اور جائز وناجائز کی تمیز کا احساس مٹ رہا ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں ایسی گرہیں پڑتی جارہی ہیں کہ ناخن تدبیر انھیں کھولنے سے عاجز نظر آتا ہے۔

ملت اسلامیہ کی موجودہ پستی اور زوال کے اسباب وعلل کی جستجو کوئی مشکل کام نہیں ہے ارباب سیر وتراجم اور رجال وتاریخ نے روز اول سے تا امروز ملت مسلمہ کی مذہبی، ثقافتی اور معاشرتی حالت کی پوری تصویر پیش کردی ہے اور اس عہد تاباں کا ایک ایک نقش ہمارے سامنے اجاگر کردیا ہے۔ جب نفوس بشریہ تہذیب اخلاق کے ذروہ کمال تک پہنچ گئے تھے۔ ذرا اس آئینہ میں ہم اپنا عکس تو دیکھیں، آج ہمارے اعمال شاہد عدل ہیں کہ اقرار ایمان کے باوجود ہمیں خدا اور رسول کے وعدوں پر اعتبار نہیں رہا، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اصفیائے امت کے وہ نقوش قدم ہماری شہوت نفسانی کے غبار میں گم ہوکر رہ گئے جو فلاح وکامرانی کی راہ کے ضامن تھے۔

اس وقت سب سے اہم ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم گذشتہ عہد تاباں کے اس نگار خانے کو اپنی نظر سے اوجھل نہ ہونے دیں جس میں ہر طرف اسلام اپنی پوری زندگی وتابانی کے ساتھ مجسم ومتحرک نظر آتا ہے۔ ذیل میں ہم اسی گذری ہوئی فصل بہار کی ایک جھلک پیش کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اس کے مطالعہ سے ہمارے نہاں خانۂ دل میں گرمی اور سوز پیدا ہو جائے۔

۱۔ امام عفان بن مسلم اپنے عہد میں حدیث کے قلعہ علمی کا اہم ستون شمار ہوتے تھے، بغداد میں ان کی ذات علم کا منبع تھی، جہاں سے اقصائے عالم کے تشنگان علم سیراب ہوئے انھیں خلیفہ ہارون الرشید کی طرف سے پانچ سو درہم ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ اور اسی پر ان کی معیشت کا زیادہ تر مدار تھا لیکن جب معتزلہ کے اثرات سے خلق قرآن کا فتنہ گرم ہوا تو مامون نے بغداد کے نائب حاکم اسحاق ابن ابراھیم کے نام ایک فرمان بھیجا اور اس میں تمام مقامی فقہاء ومحدثین سے عقیدۂ خلق قرآن کا اقرار لینے کا حکم دیا۔ اس فرمان میں مامون نے عفان بن مسلم کے بارے میں خصوصیت کے ساتھ یہ لکھا کہ: "عفان کی جانچ کرو اور ان کو عقیدۂ خلق قرآن کا اقرار کرنے کی دعوت دو، اگر وہ اس کے قائل ہوجاتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کا وظیفہ بند کردو" (میزان الاعتدال ۲/۳۰۲)

خود امام عفان ہی کا بیان ہے کہ "اسحاق نے فرمان کی یہ سطور مجھ کو سنائیں تو میں نے اس کے جواب میں سورۂ اخلاص پڑھی اور کہا یہ مخلوق ہے؟ اسحاق نے بڑے طیش سے کہا کہ جناب یہ امیر المومنین کا حکم ہے، اگر آپ قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہیں کرتے تو آپ کو ملنے والا پانچ سو درہم کا ماہانہ وظیفہ بند کردیا جائے گا۔" اس دھمکی کے جواب میں عفان بن مسلم نے نہایت صبر وسکون کے ساتھ جو جواب دیا وہ زندہ جاوید ہے فرمایا" اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے" اور آسمان میں تمہاری روزی ہے اور جو تم سے وعدہ کیا گیا ہے"۔

نائب گورنر بغداد اسحاق یہ خلاف توقع جواب سن کر بالکل مبہوت رہ گیا۔ اور عفان مکان واپس آگئے۔ اس کے بعد ابراہیم بن الحسین بیان کرتے ہیں کہ جب عفان کی مالی امداد منقطع کردی گئی اور وہ گھر واپس آئے تو اہل خانہ نے واقعہ سن کر ان کو سخت لعنت ملامت کی اس وقت ان کے یہاں چالیس نفوس کھانے والے تھے، اسی اثناء میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، دیکھا گیا کہ ایک عجیب غریب شکل کا شخص کھڑا ہے، اس کے ہاتھ میں ایک ہزار درہم کی تھیلی تھی، اس نے امام عفان کو وہ تھیلی دیتے ہوئے کہا: "جس طرح تم نے دین کو مستحکم کیا خدا تمہیں بھی استقامت عطا فرمائے، تم کو ہر ماہ اسی طرح ایک ہزار کی تھیلی ملتی رہے گی"۔ (تاریخ بغداد ۱۲/۲۷۲)

امام عفان بن مسلم نے حق کے معاملہ میں کبھی نہ تو ارباب سطوت کے سامنے سر خم کیا اور نہ مال وزر کی حرص ان کے پایۂ استقامت کو متزلزل کرسکی جس کی ایک مثال مذکورہ بالا واقعہ ہے۔ اسی طرح بروایت صحیح منقول ہے۔

کہ ایک بار ان کو دس ہزار دینار اس غرض سے دیئے جارہے تھے کہ فلاں شخص کی تعدیل کے بارے میں سکوت اختیار کرلیں، نہ اسے عدول کہیں اور نہ غیر عدول لیکن امام عفان نے اس زر خطیر کو ٹھوکر مار کر فرمایا: میں کسی شخص کا حق ضائع نہیں کرسکتا" (شذرات الذھب ۲/۴۶)

اسی طرح حضرت فلاس سے مروی ہے کہ ایک شخص نے امام عفان کو دو ہزار دینار دیکر کہا کہ آپ فلاں آدمی کی عدالت پر مہر تصدیق ثبت فرمادیجئے، امام موصوف نے ایسا کرنے سے یہ کہکر صاف انکار کردیا کہ میں ایک غلط بات کو ہرگز نہیں کہہ سکتا۔

۲۔ حافظ ابو داؤد عمر بن سعد الحفری علمی حیثیت سے نہایت باکمال ہونے کے ساتھ عبادت، انابت الی اللہ اور فقر واستغنا میں بھی بلند مقام رکھتے تھے عجلی کا بیان ہے کہ تین ہزار ایسی حدیثیں ان کے خزانۂ دماغ میں محفوظ تھیں جن کی حجیت واستناد پر ماہرین فن کا اتفاق ہے، ان کی دنیائے دل کی آبادی کا یہ عالم تھا کہ جس مقام پر وہ قیام کرتے تھے وہاں لوگ اس جگہ کو ہر آفت سے محفوظ تصور کرتے تھے (تہذیب التہذیب ۷/۴۵۳) بایں ہمہ تبحر علم وعمل ان کی زندگی قرون اولی کی سادگی، تواضع اور درویش و قلندری کا مثالی نمونہ تھی، امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: کہ "میں نے ابو داؤد الحفری کو اس عالم میں دیکھا کہ پھٹا پرانا جبہ پہنے ہوئے تھے جس کی روئی نکل رہی تھی۔ وہ مغرب وعشاء کے درمیان نماز پڑھ رہے تھے اور بھوک سے نڈھال تھے (صفوۃ الصفوۃ ۳/۱۰۹)

حسین بن صدابی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں ابو داؤد الحفری کی قیام گاہ پر گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ انھوں نے اندر ہی سے دریافت فرمایا: "کون ہے؟" میں نے عرض کیا" ایک حدیث کا طالب علم حاضر ہے"۔ فرمایا: "اچھا ذرا ٹھہرو" راوی کا بیان ہے کہ اسی اثناء میں میں نے دروازے کے ایک سوراخ سے اندر جھانکا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ ایک تہبند باندھے اون کات رہے ہیں جس کو روزانہ بیچ کر رزق فراہم کرتے تھے، چنانچہ میری آواز پر اون سمیٹ کر اکٹھا کی اور اس پر ایک کپڑا ڈھانک دیا، پھر مجھے اندر بلایا اور حدیثیں املا کرانا شروع کیں یہاں تک کہ کاغذ ختم ہوگیا"۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے ان کے علاوہ خالصۃً لوجہ اللہ روایت کرنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ ابن عبدربہ فرماتے ہیں کہ میں نے عباس الدوری کو اکثر یہ کہتے سنا کہ۔ "اگر تم ابو داؤد الحفری کو دیکھتے تو ایک ایسا شخص پاتے جس نے گویا نار جہنم کے اندر جھانک کر اسکی حقیقت کو دیکھ لیا ہو" (صفوۃ الصفوۃ ۳/۱۰۹) یعنی خوف آخرت اور خشیت الہی سے ہمہ وقت لرزاں رہتے تھے، اسی فقر واستغنا، اور دنیا سے بے رغبتی کا نتیجہ تھا کہ وفات کے وقت ان کے گھر میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ تھی۔ چنانچہ ابو حمدون جو شیخ کے جنازے میں شریک تھے، کہتے ہیں کہ: "جب ہم نے ان کو دفن کردیا تو ان کے گھر کے دروازے کو کھلا چھوڑ دیا، کیونکہ انھوں نے اپنے پیچھے کچھ چھوڑا ہی نہ تھا"۔ (العبر فی خبر من غبر ۱/۳۴۰)

۳۔ جن اتباع تابعین نے علم وفضل کے چراغ روشن کرنے کے ساتھ قرطاس وقلم کے میدان میں بھی تمغۂ اولیت حاصل کیا ان میں حماد بن سلمہ بہت امتیازی حیثیت رکھتے ہیں۔ حدیث کے تمام مجموعوں میں ان کی مرویات موجود ہیں خصوصیت سے امام ابو داؤد الطیالسی نے جنھیں ان سے شرف تلمذ بھی حاصل تھا، اپنی مسند طیالسی میں کئی سو روایتیں ان کے واسطے سے نقل کی ہیں۔

امام وقت ہونے کے باوجود وہ کپڑے کا کاروبار کرتے تھے، مگر وہ بھی رزق کفاف کیلئے تھا، حماد بن سلمہ کی زندگی کا ہر ورق نہایت تابناک ہے۔ زہد وعبادت، دنیا اور اہل دنیا سے استغنا اور اعیان حکومت سے گریز زمرۂ تبع تابعین کی ایک عمومی ومشترک خصوصیت تھی، حماد بن سلمہ کو بھی اس امتیاز میں نہایت بلند مقام حاصل تھا اس سلسلہ میں محدث ابن جوزی نے ان کا ایک واقعہ بہت تفصیل کے ساتھ نقل کیا ہے، ذیل میں اس کی تلخیص پیش ہے۔

"مقاتل بن صالح الخراسانی کا بیان ہے کہ ایک دن میں حماد بن سلمہ کے پاس گیا تو ان کے گھر میں ایک چٹائی کے سوا کچھ نہ پایا، اسی پر وہ بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے، ایک چمڑے کا توبڑا تھا جس میں ان کا سارا علم (یعنی روایات وغیرہ) بند تھا، ایک وضو کا برتن تھا جس سے وضو کرتے تھے، ایک دن میری موجودگی میں کسی نے دروازے پر آواز دی، انھوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ دیکھو بیٹی کون ہے؟ وہ واپس آکر بولی کہ محمد بن سلیمان کا قاصد ہے (غالباً وہ بصرہ کا امیر تھا) فرمایا کہ جاؤ کہدو کہ وہ تنہا میرے پاس آئے۔ چنانچہ وہ قاصد حاضر ہوا۔ اور اس نے حاکم کا ایک خط پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ خط محمد بن سلیمان کی طرف سے حماد بن سلمہ کے نام، امابعد، خدا آپ کو اسی طرح سلامت رکھے جس طرح اس نے اپنے اولیاء اور اطاعت گذاروں کو سلامت رکھا ہے، ایک مسئلہ درپیش ہے، اگر آپ تشریف لائیں تو اس کے بارے میں آپ سے استفادہ کا شرف حاصل کروں، والسلام"

خط پڑھ کر آپ نے لونڈی سے کہا کہ قلم دوات لاؤ اور اس کی پشت پر یہ جواب لکھ دو:

"آپ کو بھی خدا اسی طرح سلامت رکھے جس طرح وہ اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں کو سلامتی عطا کرتا ہے، میں نے بہت سے علماء کی صحبت اختیار کی ہے کسی کے پاس جایا نہیں کرتے

تھے، اس لئے میں بھی معذور ہوں، اگر آپ کو کوئی مسئلہ سمجھنا ہے تو آپ خود تشریف لے آئیں اور جو دریافت کرنا چاہیں دریافت کریں، اور ہاں! اگر آنے کا ارادہ ہو تو تنہا تشریف لائیے گا۔ آپ کے ہمراہ خدم وحشم نہ ہوں، ورنہ میں آپ کے اور اپنے ساتھ خیر خواہی نہ کرسکوں گا۔ والسلام"۔

قاصد یہ جواب لیکر واپس چلا گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم ابھی بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ کسی نے پھر دروازہ کھٹکھٹایا، لونڈی کو حکم دیا کہ دیکھو کون ہے؟ اس نے آکر کہا کہ محمد بن سلیمان، فرمایا کہہ دو کہ آجائیں مگر تنہا آئیں، چنانچہ وہ خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کرکے بیٹھ گیا، اور تھوڑی دیر کے بعد بولا کہ "کیا وجہ ہے کہ جب بھی میں آپ کے سامنے ہوتا ہوں میرے اوپر خوف ودہشت طاری ہوجاتی ہے، حماد بن سلمہ نے ثابت البنانی کے واسطے سے حضرت انسؓ کی یہ روایت بیان کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب عالم علم دین کے ذریعہ خدا کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈرنے لگتی ہے اور جب وہ اس سے دنیا کے خزانے چاہتا ہے تو وہ خود ہر چیز سے خوف کھانے لگتا ہے

محمد بن سلیمان نے پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ یہ ساری باتیں سنیں اور پھر کہا کہ یہ چالیس ہزار درہم حاضر خدمت ہیں انھیں اپنی ضروریات میں صرف فرمائیں۔ ابن ابی سلمہ نے کامل استغناء کے ساتھ فرمایا "انھیں لے جاؤ اور جن لوگوں پر ظلم کرکے انھیں حاصل کیا ہے ان کو دے ڈالو"۔ وہ بولا کہ بخدا میں یہ رقم اپنے خاندانی ورثہ سے دے رہا ہوں، فرمایا "مجھے اس کی بالکل ضرورت نہیں ہے، مجھے معاف کرو، خدا تعالیٰ تمہیں معاف کرے تم اس رقم کو تقسیم کردو"۔ وہ بولا کہ میری تقسیم میں اگر کسی مستحق کو نہ ملا تو وہ ناانصافی کی شکایت کرے گا، لیکن امام حماد نے اس سے پھر یہی فرمایا کہ مجھے بہر حال معاف کرو (صفوۃ الصفوۃ ۳/۲۷۴)

۴۔ امام محمد بن ابی ذئب عہد تبع تابعین کے ایک بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے، حق گوئی اور بے باکی میں ان کی نظیر کمیاب ہے، انھوں نے حق بات کہہ گذرنے سے کبھی بھی اعیان سلطنت کے سامنے تملق اختیار نہیں کیا۔ اس معاملہ خاص میں وہ اتنے متشدد تھے کہ بسا اوقات ان کے عقیدتمندوں کو بڑی تشویش پیدا ہوجاتی تھی، مگر انھوں نے اپنے اس "آئین جواں مرداں" میں تاعمر کوئی تزلزل نہ پیدا ہونے دیا، ان کی اس خصوصیت کا اعتراف تمام ائمہ محققین نے کیا ہے، چنانچہ امام احمدؒ کا قول ہے کہ "ابن ابی ذئب سلاطین وقت کے سامنے امام مالک سے کہیں زیادہ حق گو ثابت ہوتے تھے"۔ (تہذیب التہذیب ۹/۳۰۶)

محمد بن القاسم بن خلاد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ زمانہ حج میں خلیفہ مہدی مسجد نبوی میں داخل ہوا تو تمام حاضرین نے دورویہ کھڑے ہوکر اس کا استقبال کیا۔ اتفاق سے امام ابن ابی ذئب بھی وہاں موجود تھے مگر حسب معمول بیٹھے رہے، مسیب بن زہیر نے جب ان سے کہا کہ "کھڑے ہوجایئے، امیر المؤمنین تشریف لائے ہیں تو انھوں نے بڑے سکون وطمانیت کے ساتھ فرمایا۔ "صرف پروردگار عالم کے لئے لوگ کھڑے ہوتے ہیں"۔ شاہانہ تمکنت کے خلاف یہ جواب سن کر مقربین کی پیشانیاں شکن آلود ہوگئیں، لیکن صورتحال کی نزاکت کا احساس کرکے فوراً ہی مہدی نے کہا۔ "چھوڑو چھوڑو جانے دو"۔ (تاریخ بغداد ۲/۲۲۷)

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ وہ خلیفہ ابوجعفر منصور کے پاس جاکر بہت سخت الفاظ میں اس کو اس کے ظلم وجور پر متنبہ اور اس سے باز رہنے کی تلقین کرنے لگے، منصور نے سب کچھ سن لینے کے بعد گردن جھکالی اور پھر محمد ابن ابراہیم سے کہا "ھذا الشیخ خیر اھل الحجاز" ایک بار خلیفہ منصور نے ان سے پوچھا کہ میرے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے، پہلے تو وہ کچھ کہنے سے گریز کرتے رہے، پھر جب منصور نے قسم دلاکر پوچھا تو فرمایا۔ "بخدا میں تجھے ظالم وجابر خیال کرتا ہوں"۔ (مرآۃ الجنان ۱/۳۴۰)

امام محمد بن ابی ذئب نے پوری زندگی نہایت تنگدستی اور عسرت کے عالم میں گذاری روغن زیتون اور روٹی ان کی مستقل خوراک تھی۔ ان کے پاس صرف ایک چادر اور ایک کرتا تھا۔ جاڑا اور گرمی دونوں میں اسی کو استعمال کرتے تھے۔

۵۔ قاضی قاسم بن معن فقہ وافتاء میں غیر معمولی مہارت کے باعث ایک طویل عرصہ تک کوفہ کے منصب قضاء پر فائز رہے۔ قاضی شریک کی معزولی کے بعد انھوں نے اس فرض کو ایسی شان واحتیاط اور فرط انصاف کے ساتھ انجام دیا کہ ان کے جد امجد حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے زمانہ کی یاد تازہ ہوگئی۔

ان کے استغناء وبے نیازی کا یہ عالم تھا کہ اپنے طویل زمانۂ قضاء میں کبھی مشاہرہ لینا پسند نہ فرمایا۔ اور تاحیات یہ خدمت تبرعاً انجام دیتے رہے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ "وہ کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے اور زندگی بھر اس کا کوئی مشاہرہ نہیں لیا"۔ (طبقات ابن سعد ۶/۲۶۷) اس تبرع اور بے نیازی کے باوجود اپنی منصبی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں سرمو کوتاہی نہ آنے دیتے تھے، یہاں تک کہ شدید علالت ونقاہت

کی حالت میں بھی مجلس عدالت منعقد کرتے۔ اور پوری حاضر دماغی ودلجمعی کے ساتھ عدالتی فیصلے نافذ کرتے۔

اس زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے مکان کا چھجہ اتنا نیچا لگوایا کہ اس سے راہگیروں کو دقت پیش آتی تھی۔ لوگوں نے اس معاملہ کو قاضی قاسم کی بارگاہ عدل میں پیش کیا۔ قاضی نے اس چھجے کے انہدام کا فیصلہ صادر کیا۔ اس پر مالک مکان نے بغیر کسی رو رعایت کے قاضی موصوف سے کہا "پھر آپ نے اپنے مکان میں سر راہ کیوں روزن کھلوا رکھے ہیں"۔ فرمایا "اس سے کسی راہگیر کو مزاحمت نہیں ہوتی ہے"۔ اس کے بعد فوراً اپنے بعض خدام کو حکم دیا کہ وہ پہلے جاکر انکے مکان کے روزن بند کردیں۔ اور پھر بعد میں اس شخص کے چھجے کو منہدم کریں تاکہ پھر آئندہ کوئی شخص انھیں اس معاملہ میں شرمندہ نہ کرسکے۔ (اخبار القضاۃ ۳/۱۸۳)

هدیهٔ نعت

بحضورِ سرورِ کائناتؐ

● ڈاکٹر محبوب محشر (اڑیسہ)

آپؐ کا ہے دو جہاں میں فیض وبرکت موجزن
آپؐ فخر دین ہیں، فخر جہاں، فخر زمن
آرزوئے دید سے لبریز ہے میرا یہ دل
آپؐ کا درجہ کہاں، میرا کہاں خاکی دھن
آپؐ ہی کی ذات ہے وہ مرکزِ رحم وکرم
آپؐ پر عاشق ہے دنیا اے فدائے ذوالمنن
آپؐ کو قدرت نے بخشا تحفۂ خلق عظیم
آپؐ ہیں ہر درد کا درماں، مسیحائے زمن
ہو قرینِ گنبدِ خضرا، مزاحمت کی لحد
آپؐ کی کملی ہو محشر آخری دم کا کفن

دعائے مغفرت:

الحاج عبدالکریم صاحب بمبئی کی اہلیہ انتقال فرماگئیں

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے بمبئی کے میزبان اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدتمند اور بمبئی کے زمانۂ قیام میں تبدیلی آب وہوا کی غرض سے دو چار دن کیلئے لوناولا میں پُرفضا مقام پر واقع اپنی کوٹھی پر ضیافت کرنے والے جناب الحاج عبدالکریم صاحب کی اہلیہ محترمہ جن کو ان دو چوٹی کے بزرگوں کی میزبانی کا حق ادا کرنے کا شرف حاصل تھا تقریباً دو سال علیل رہ کر ۱۰ر جنوری سنہ ۲۰۰۱ء کو جمعہ کی رات میں دس بجے انتقال فرماگئیں۔ مرحومہ نے ادھر تقریباً چھ ماہ بڑی آزمائش کے گذارے اس حال میں بھی جب طبیعت ذرا سنبھلتی تلاوت کلام پاک میں مشغول ہوجاتیں۔ ان کے صاحبزادہ ابوبکر صاحب نے فون پر بتایا کہ انتقال کے وقت ہونٹ حرکت کر رہے تھے۔ محسوس ہو رہا تھا کہ کلمہ پڑھ رہی ہیں، یہ مرحومہ کی خوش نصیبی اور مقبولیت کی علامت ہے وہ کتنی خوش نصیب تھیں کہ ہندوستان کے دو چوٹی کے بزرگوں کی ضیافت اور ان سے دعا لینے کا شرف حاصل تھا۔

قارئین کرام سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے، ادارہ تعمیر حیات پسماندگان خصوصاً الحاج عبدالکریم صاحب کو دلی تعزیت پیش کرتا ہے۔

مسلمان بچوں کا کامیاب نصاب تعلیم

آسان زبان اور دلنشیں انداز

از:- حکیم شرافت حسین رحیم آبادی

★ اچھا قاعدہ ★ اچھی باتیں چھ حصے ★ اللہ کے رسولؐ ★ حضرت ابوبکرؓ ★ حضرت عمرؓ ★ حضرت عثمانؓ ★ حضرت علیؓ ★ حضرت خدیجہؓ ★ حضرت عائشہؓ ★ حضرت سودہؓ ★ اچھے قصے ★ آسان فقہ ★ ہمارا ایمان

آپ اگر چاہتے ہیں کہ آپ کے بچے ابتداء ہی سے مومن اور مسلم بنیں کفر والحاد سے اُن کے اندر نفرت کا جذبہ پیدا ہو، تو آج ہی آپ اپنے معصوم نونہالوں کو یہ کامیاب نصاب تعلیم پڑھائیں۔ جس کا اعتراف مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ جیسے مشاہیر علماء نے کیا ہے۔ حکیم صاحب رحیم آبادی نے طویل تجربہ اور محنت کے بعد یہ کتابیں لکھیں۔ ملک اور بیرون ملک کے ہزاروں مکاتب اور مدارس نے اپنے یہاں داخل نصاب کیا۔ بعض لوگ غیر قانونی طریقہ پر کتابوں کو ناقص اور ادھوری شکل میں شائع کرکے مجرمانہ حرکت کر رہے ہیں۔ آپ ایسے دھوکہ بازوں سے ہوشیار رہیں۔ اور کتابیں براہ راست ناشر مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ سے رعایتی قیمت پر حاصل کریں۔

فون نمبر 0522-327970

مکتبہ دین ودانش مکارم نگر لکھنؤ

علامہ یوسف القرضاوی اس سال کی عالمی اسلامی شخصیت

محمد رضوان نیپالی

عالمی پیمانے پر گرانقدر علمی اور دینی خدمات انجام دینے پر دبئی کی ایک عظیم اصلاحی رفاہی تنظیم قرآن کریم فاؤنڈیشن کی جانب سے ٢٠٠٠ء کی عالمی اسلامی شخصیت علماء کرام کے انتخاب کے بعد عالم اسلام کے عظیم داعی اور مفکر علامہ یوسف القرضاوی کو قرار دیا۔ اس ایوارڈ سے انھیں ایک بڑے اجلاس میں نوازا گیا۔

جب علامہ موصوف کو اس کی خبر ملی تو انھوں نے ایک اخباری بیان میں کہا کہ یہ ایوارڈ اللہ رب العزت کے فضل وکرم اور مجھ پر بے پایاں احسانات میں سے ہے اور میرے ساتھ اللہ رب العزت نے غیر معمولی احسان واکرام کیا ہے ؂

این سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

سب سے پہلے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس عظیم ایوارڈ کیلئے ہمارا انتخاب کیا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ لایشکر اللہ من لایشکر الناس (ترجمہ) جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ کما حقہ اللہ رب العزت کا بھی شکر ادا نہیں کرتا،

علامہ موصوف نے فرمایا کہ اس جیسا ایوارڈ دنیا میں کسی مسلمان کیلئے مسرت بخش خبر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا کہ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ (ترجمہ) ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔ (سورۂ یونس)

خدا سے دعا ہے کہ صرف دنیا ہی میں میرا حصہ نہ رہے بلکہ آخرت میں میرا حشر ان لوگوں کے ساتھ ہو جن کے متعلق قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے: فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ سو اللہ نے انھیں دنیا کا بھی عوض دیا اور آخرت کا بھی عمدہ عوض، اور اللہ نیکوکاروں سے محبت رکھتا ہے،

علامہ موصوف نے بیان میں کہا کہ یہ ایوارڈ مسلمان بھائیوں بالخصوص علماء کرام کا میرے ساتھ حسن ظن اور مجھ کو قابل اعتماد سمجھنے کی رسید ہے یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ جس کا معاوضہ روپیوں اور پیسوں سے نہیں لگایا جاسکتا، اس وقت مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ دعا یاد آرہی ہے کہ جب کوئی شخص ان کی مدح سرائی کرتا تو وہ یہ دعا پڑھتے کہ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي خَيْرًا مِمَّا يَظُنُّونَ، وَلَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا يَقُولُونَ وَاغْفِرْ لِي مَا لَا يَعْلَمُونَ. اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں عوام کے حسن ظن سے بھی اچھا بنا اور ان کے افراط وتفریط پر میری گرفت نہ فرما اور میری جن باتوں سے وہ ناواقف ہیں ان سے مجھے معاف فرما۔

ہمیں اس بات سے اطمینان نصیب ہو کہ یہ ایوارڈ میری ذاتی ذمہ داریوں کو مزید بڑھا رہا ہے کیونکہ مسلمانوں کا مجھ پر غایت درجہ اعتماد وبھروسہ اور میری کاوشوں کو سراہنے کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ میں انھیں زیادہ سے زیادہ فائدہ پہونچاؤں اور خدمت دین کے سلسلہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کروں، اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ضروری ہوتا ہے۔

علامہ موصوف نے کہا کہ یہ عزت وتکریم خود میری شخصیت سے متعلق نہیں ہے بلکہ راہ اعتدال جیسی عظیم خصوصیت کو اپنانے بلکہ اس کے زیور سے آراستہ ہونے کی وجہ سے اس درجہ پر فائز ہوں اور ان شاء اللہ تاحیات اسی پر کاربند رہونگا۔

بلاشبہ علامہ کی شخصیت گوناگوں صفات کی حامل ہے۔ وہ ایک طرف جہاں فقہ وفتاویٰ میں سہل پسندی اور دعوت وتبلیغ میں انذار وتبشیر کو اپناتے ہیں، دوسری طرف ماضی سے رہنمائی حاصل کرنے اور تابناک مستقبل کے منتظر رہتے اور گردش زمانہ کے ساتھ ہم آہنگ ہونے کے ساتھ ساتھ شریعت اسلامیہ کی مواظبت میں کمی نہیں کرتے ہیں، اور ہر کام میں نرمی وملاطفت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، عفو ودرگذر، خدمت خلق اور جود وسخا، جدت وندرت جیسی نمایاں خصوصیات کے حامل ہیں۔

علامہ یوسف القرضاوی کو جب یہ ایوارڈ ملا تو انھوں نے اسی وقت اس کی پوری رقم دینی کاموں میں صرف کرنے کا اعلان کیا۔ علامہ کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جب کبھی انھیں کوئی ایوارڈ ملتا ہے تو دینی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ خاص طور پر آپ نے اس ایوارڈ کے

(باقی صفحہ ... پر)

وراثت کی شرعی حیثیت اور اس سے بے توجہی کے مضر اثرات

محمد شاہد ندوی بارہ بنکوی

اسلام مکمل نظام حیات اور امن وسلامتی کا دین ہے۔ اسلام دینِ فطرت بھی ہے اور دینِ الٰہی بھی اور اسلامی شریعت سارے عالم اور سارے زمانوں کے انسانوں کیلئے خواہ مرد ہو یا عورت سب کے لئے پیام رحمت اور ذریعہ ہدایت ہے۔ قرآن وحدیث میں ماں باپ —— بیٹا بیٹی، شوہر بیوی —— بھائی بہن سب کے حقوق ادا کرنے اور سب کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور وراثت میں خاص ترتیب کے ساتھ حصہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ (سورۂ نساء آیت: ١١)

اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر اور اگر صرف لڑکیاں ہی ہوں خواہ وہ دو یا دو سے زیادہ تو ان سب لڑکیوں کو دو تہائی ملے گا اس مال میں سے جو مورث چھوڑ کر مرا ہے اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کا نصف ملے گا۔

یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے جس نے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو میراث کا مستحق بھی بنا دیا اور ہر ایک کا حصہ بھی مقرر کردیا۔ اور یہ اصول معلوم ہوگیا کہ جب مرنے والے کی اولاد میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوں تو ان کے حصہ میں جو مال آئے گا اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنا مل جائے گا مثلاً کسی نے ایک لڑکا اور دو لڑکیاں چھوڑے تو مال کے چار حصے کرکے ۲/۴ لڑکے کو اور ۱/۴ ہر لڑکی کو دیدیا جائیگا۔

قرآن مجید نے لڑکیوں کو حصہ دلانے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ لڑکیوں کے حصہ کو اصل قرار دیکر اس کے اعتبار سے لڑکوں کا حصہ بتلایا اور بجائے الْأُنْثَيَيْنِ مِثْلُ حَظِّ الذَّكَرِ (دو لڑکیوں کو ایک لڑکے کے حصہ کے بقدر) فرمانے کے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ (لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصہ کے بقدر) کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔ جو لوگ بہنوں کو حصہ نہیں دیتے اور وہ یہ سمجھ کر بادل نخواستہ شرما شرمی میں معاف کردیتی ہیں کہ ملنے والا تو ہے ہی نہیں تو کیوں بھائیوں سے برائی لی جائے۔ ایسی معافی شرعاً معافی نہیں ہوتی ان کا حق بھائیوں کے ذمہ واجب رہتا ہے۔ یہ میراث دبانے والے سخت گنہگار ہیں۔ ان میں بعض بچیاں نابالغ بھی ہوتی ہیں، ان کو حصہ نہ دینا دوہرا گناہ ہے، ایک گناہ وارث شرعی کے حصہ کو دبانے کا اور دوسرا یتیم کے مال کو کھانے کا۔

اس کے بعد مزید وضاحت کے ساتھ لڑکیوں کے حصہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ یعنی اگر نرینہ اولاد نہ ہوں اور صرف لڑکیاں ہی ہوں اور ایک سے زائد ہوں تو ان کو مالِ مورث سے دو تہائی ملے گا جس میں سب لڑکیاں برابر کی شریک ہوں گی اور باقی ایک تہائی دوسرے ورثاء مثلاً میت کے والدین بیوی یا شوہر وغیرہ میراث کے حقداروں کو ملیگا دو لڑکیاں (یا دو سے زائد) سب دو تہائی میں شریک ہوں گی۔ دو لڑکیوں سے زائد کا حکم تو قرآن کریم کی آیت میں صراحۃً مذکور ہے جیسا کہ فَوْقَ اثْنَتَيْنِ کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں اور لڑکیاں دو ہوں تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو دو سے زیادہ کا حکم ہے۔ اس کا ثبوت حدیث میں موجود ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تھے، ہمارا گذر اسواف میں ایک انصاری عورت کے پاس سے ہوا۔ وہ عورت اپنی دو لڑکیوں کو لیکر آئی اور کہنے لگی اے اللہ کے رسولؐ یہ دونوں لڑکیاں ثابت بن قیس (میرے شوہر) کی ہیں جو آپ کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہوگئے ہیں۔ ان لڑکیوں کا چچا ان کے پورے مال پر قابض ہوگیا ہے۔ ان کے واسطے کچھ باقی نہیں رکھا۔ اس معاملہ میں آپ کیا فرماتے ہیں، خدا کی قسم اگر ان لڑکیوں کے پاس مال نہ ہوگا تو کوئی شخص ان کو نکاح میں لینے کیلئے بھی تیار نہ ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے حق میں فیصلہ فرمادیگا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں

کہ پھر جب سورۂ نساء کی آیت "یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس عورت اور اسکے دیور کو (لڑکیوں کا وہ چچا جس نے سارے مال پر قبضہ کرلیا تھا) بلاؤ آپؐ نے لڑکیوں کے چچا سے فرمایا کہ لڑکیوں کو کل مال کا دو تہائی حصہ دو اور آٹھواں حصہ ان کی ماں کو دو اس کے بعد جو بچے وہ تم خود رکھ لو۔

اس حدیث میں جس مسئلہ کا ذکر ہے اس میں آپ نے دو لڑکیوں کو بھی دو تہائی حصہ دے دیا۔ جس طرح دو سے زیادہ کا حکم خود قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں منصوص ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: "وَاِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصْفُ" یعنی اگر مرنے والے نے اپنی اولاد میں صرف ایک لڑکی چھوڑی اور اولاد نرینہ بالکل نہ ہو تو اس کے والد یا والدہ کے چھوڑے ہوئے مال میں سے اس لڑکی کو آدھا حصہ ملے گا باقی دوسرے ورثاء لے لیں گے، (معارف القرآن جلد دوم سورۂ نساء ص ۳۲۲)

میراث کے سلسلہ میں قرآن و حدیث کے ان صریح احکام کے بعد جو لوگ ترکہ (میراث) میں سے لڑکی یا لڑکے کو حصہ نہیں دیتے۔ اور اپنے کسی وارث کو وراثت سے محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید ارشاد فرمائی ہے کہ جو شخص اپنے کسی وارث کی میراث قطع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی جنت کی میراث قطع فرمادے گا۔ "مَنْ قَطَعَ الٓ... مِیْرَاثَ عَنِ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" (مشکوۃ ج، ص ۲۶۶)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے باپ کے مرنے کے بعد بہن کی شادی کی اور پچاس ہزار روپئے خرچ کئے اس لئے اب وراثت میں بہن کا حق نہیں باقی رہا۔ تو یہ سراسر غلط اور وہم و خیال ہے۔

درحقیقت شادی کرنا بھائیوں کا ایک الگ شرعی حق ہے اور میراث کی تقسیم دوسرا شرعی حق ہے، قرآن و حدیث میں یہ دونوں علیحدہ علیحدہ حقوق ہیں ایسا نہیں ہے کہ شادی کرنے کے بعد اور شادی میں پچاس ہزار روپئے خرچ کرنے کے بعد وہ باپ کی میراث سے محروم ہوجائے، باپ کی وفات کے بعد جس طرح لڑکے میراث میں شرعی اعتبار سے حقدار بنتے ہیں اسی طرح لڑکی بھی شرعی اعتبار سے حقدار بنتی ہے اور یہ حقوق واجبہ میں سے ہے یعنی لڑکی کو اس کا پورا حق دینا واجب اور ضروری ہے۔

عورت نعمتِ خداوندی کا ایک عجیب شاہکار ہے، جس میں بیٹی کی عصمت بھی ہے۔ بہن کی محبت بھی، بیوی کا پیار بھی اور ماں کا خلوص بھی جس نے صالح معاشرہ کی تعمیر و تشکیل میں کلیدی کردار کے اپنی اہمیت و افادیت اور عظمت کو تسلیم کرایا ہے، دنیا کے ہر بڑے انسان کے پس پردہ عورت ہی کی محنتیں کارفرما نظر آتی ہیں اگرچہ دنیا کے دیگر مذاہب و ادیان نے اسے فتنہ کی جڑ، فسادات کا پیش خیمہ، سانپ کی بہن، الو کی ماں تباہی کی اصل اور ایک ناپاک دگھناؤنی چیز بتایا ہے، لیکن مذہب اسلام نے اسے معصوم بیٹی، پاکیزہ بیوی، مقدس ماں فرمانبردار بہن اور ترقی کی اصل و بنیاد بتاکر اس کی عظمت کو چارچاند لگائے ہیں ۔

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں

یہ اور بات ہے کہ مغرب زدہ معاشرہ کو مشرقی سادگی پسند نہ آسکی اور انھوں نے عورت کو "شمع خانہ" سے زینتِ محفل اور ہوم منسٹر (HOME MINISTAR) سے فارن منسٹر (FAREN MINISTAR) بنادیا اور اسی کی رو میں ہمارا مشرقی معاشرہ بھی بہہ پڑا عورت کی نیلامی ہونے لگی، جانوروں کی طرح سودے بازی کی فضا عام ہوگئی۔ جہیز، تلک، گھوڑے، جوڑے اور غلط رسم و رواج نے اپنے اثرات اتنے مضبوط کرلئے ہیں کہ اسلامی تعلیمات "از کار رفتہ" بن کر رہ گئیں۔ میراث ترکہ اور فرائض کے نام پر عورت کو جو حصے اسلامی شریعت نے دیئے تھے ان کا صرف تصور باقی رہ گیا ہے، رسم و رواج کی وبا اتنی عام ہوگئی کہ اس نے بہت سی دلہنوں کو جلانا شروع کردیا۔ کچھ کو ذبح کرایا اور کچھ ستیاؤں کو دم گھونٹنے، زہر کھا لینے پر مجبور کردیا۔ انسانیت چیخ پڑی۔ آدمیت بلبلا اٹھی اور کاتب تقدیر نے عورت کو جو حقوق دیئے تھے ان کی بازیابی کے لئے شرافت بے تاب ہوگئی۔ لیکن انسان رسم و رواج کا ایسا غلام ہوا کہ اس نے غلط ماحول سے ٹکرانے کی ہمت نہ پاکر اسی ساز میں ساز ملادیا اور اسی سُر میں سُر۔ لیکن جہیز کا ناگ برابر ڈستا رہا اور اس نے بڑے بڑے پارساؤں کو نگلنا شروع کردیا۔ جہیز کی تعداد میں کثیر اضافہ کے باوجود عورت کے اضطراب میں کمی نہ آئی۔ بلکہ جب جس نے چاہا اس کا گلا دبوچ لیا۔ اس کی تمناؤں کا خون کردیا۔ اور اس کی پاکیزہ آرزوؤں کو پاؤں سے مسل ڈالا۔ یہ نتیجہ ہے فطری قانون، آسمانی اصول اور احکام فرائض وراثت اور ترکہ کی پامالی اور جہیز کی پرستاری کا

میراث ہی ان مشکلات کا مناسب موزوں اور کامیاب حل ہے، جسے اسلامی شریعت نے نصف دین قرار دیا ہے۔ آج ضرورت ہے کہ ہم عورت کو میراث دیں باپ کے ترکہ سے اس کا حصہ ادا کریں اور اسی طرح تمام ایسے رشتہ داروں کے ترکہ سے حق دلوائیں جس کا اسے شریعت نے اس کو مستحق بنایا ہے

بلندی ابن آدمؑ کی ذرا دیکھو

● صاحب عالم اعظمی ندوی

اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سب سے اعلیٰ اور معزز مخلوق انسان ہے، روز اول سے ہی، اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات کا اعزاز بخشا ہے جو قیامت تک انسان کا لازمی جزء رہے گا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے! "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰھُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰھُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ۝" (بنی اسرائیل: ۷۰)

اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی اور ہم نے ان کو خشکی و تری میں سوار کیا، اور نفیس نفیس چیزیں ان کو عطا فرمائیں اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق پر فوقیت دی۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی بنیاد پر پیدا کیا۔ اس نے انسانوں کے رنگ و نسل، زبان اور مذہب کی تفریق کے باوجود لوگوں میں امتیاز و فرق نہیں کیا۔ یہ تو انسانوں کے بنائے ہوئے اپنے اصول و قوانین ہیں، درحقیقت تمام انسان ایک ہی ماں باپ آدم و حوا کی اولاد ہیں قرآن مجید اس سلسلے میں بیان کرتا ہے۔ "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا ۝" (نساء: ۱)

"اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جاندار سے پیدا کیا۔ اور اس جاندار سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں اور تم خدائے تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کرتے ہو۔ اور قرابت سے بھی ڈرو بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔"

یہ اعزاز اور قدر و قیمت اور عظیم مراتب جو خدا نے انسانوں کو عطا کئے۔ ان پر چار طریقوں سے نظر ڈالی جاسکتی ہے!

۱: اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دیگر مخلوق میں اشرف المخلوقات کا اعزاز بخشا۔

۲: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو انسان کے لئے سجدہ تعظیمی کا حکم دیا۔

۳: انسان ہی کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ وہ خیر و شر کو پہچانے اور ان میں سے خیر کو اپنے لئے پسند کرے۔

۴: اللہ تعالیٰ نے دیگر مخلوق کے مقابلہ میں انسان کو اچھی شکل و صورت عطا فرمائی۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے انسان کے راحت و آرام ہی کیلئے چاند، سورج، ستارے رات اور دن دریا اور سمندر، زمین اور اس کے موسم سب کے سب انسان کیلئے پیدا کیا۔ جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے، یہ روح ہی انسان کو مذہب و زبان کی تفریق کے باوجود سب سے اعلیٰ و برتر بنادیتی ہے، اس عزت و توقیر کو حدیث پاک میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ روایت ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول حضرت محمدؐ چند صحابہؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے، اسی اثناء میں ایک جنازہ آپؐ کے پاس سے گذرا، آپؐ ایک طرف کھڑے ہوگئے۔ صحابہؓ میں سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ کسی یہودی کا جنازہ ہے آپؐ نے فرمایا کیا اس مردہ شخص میں روح نہیں تھی، صحابہؓ نے عرض کیا بیشک تھی، اللہ کے رسولؐ نے فرمایا یہی وہ چیز تھی جس کی تنظیم میں ہم کھڑے ہوئے۔

اسلام ہم سے یہی مطالبہ کرتا ہے، اور ہم پر زور ڈالتا ہے کہ ہم انسانوں کے ساتھ ایسا سلوک کریں، ان کے ساتھ ناروا سلوک نہ کریں نہ انھیں بیجا ماریں نہ ستائیں، نہ ہی ان کی بے عزتی کریں قرآن مجید میں اس کو اللہ تعالیٰ اس طرح بیان کرتا ہے: مِنْ اَجْلِ ذٰلِکَ کَتَبْنَا عَلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اَنَّہٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ۝ (سورۂ مائدہ: ۳۲)

اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یا بدون کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔ اور جو شخص کسی شخص کو بچالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچالیا اور ان کے (یعنی بنی اسرائیل) کے پاس ہمارے بہت سے پیغمبر بھی دلائل واضح لیکر آئے پھر اس کے بعد بھی بہتیرے ان میں سے دنیا میں زیادتی کرنے والے ہی رہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں انسان کو سب سے اعلیٰ بنایا ہے، اور اسی نے

نسلِ انسانی کو جسمانی و روحانی دونوں اعتبار سے بلند کیا ہے اسلام کے نزدیک انسان کی قدر و منزلت کا اندازہ مذکور آیتوں و حدیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اسلام جو ایک ہمہ گیر مذہب ہے اور جس کے ماننے والے ہم لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، مگر افسوس کہ آج کے اس دور میں مسلمانوں کا جو طرزِ عمل ہے وہ یقینی طور سے اسلامی معیار سے گرا ہوا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر انسان اخلاقِ انسانی کے مطابق عمل نہیں کرتا تو درحقیقت وہ اپنے تخلیقی مقصد سے انحراف کرتا ہے چونکہ وہ اپنی خواہشات کو پورا کرنے میں مشغول رہتا ہے لہٰذا وہ شیطان کا دوست ہو جاتا ہے۔ اگر ہم اجمالی نظر ڈالیں تو ایسا ہی کچھ آج ہم مسلمانوں کا حال ہو گیا ہے۔ خدائی تعلیمات سے ناوابستگی اور قرآن و سنت پر مضبوطی سے نہ جمے رہنے ہی کی بنا پر آج مسلمان دوسروں کی غلامی کر رہے ہیں، ان کو روندا جا رہا ہے ٹھکرایا جاتا ہے، دوسروں کی غلامی کرنے کیلئے ان کو مجبور کیا جا رہا ہے، جو سر خدا کے سوا کسی کے آگے نہیں جھکنا چاہئے تھا اب انسانوں کے سامنے جھک رہا ہے۔ جن کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کی کوئی ہمت نہ کر سکتا تھا آج وہ خاک میں مل رہی ہے، جو ہاتھ ہمیشہ سے اونچا رہتا تھا اب وہ نیچا ہوتا ہے، اور غیر قوموں کے آگے پھیلتا ہے۔ غلامی و محکومیت کا حال یہ ہے کہ غیر لوگ ان کی ناک پکڑ کر جانوروں کی طرح جدھر چاہتے ہیں ہانکے چلے جاتے ہیں، یہ ہم مسلمانوں کیلئے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر غور کیا جائے تو حقائق خود بخود ہم پر آشکارا ہو سکتے ہیں کہ آج ایسا کیوں ہے؟ مسلمانوں کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے، اس میں تو کوئی شک و شبہ نہیں کہ دنیا میں اس وقت مسلمان ہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جن کے پاس اللہ کا کلام مکمل طور پر موجود ہے تمام تحریفات سے پاک ٹھیک اُنہی الفاظ میں محفوظ ہے جن الفاظ میں وہ اللہ کے رسول برحق پر اترا تھا۔ دنیا میں اس وقت مسلمان ہی ہیں جو اپنے پاس اللہ کا کلام رکھتے ہیں لیکن پھر بھی اس کی برکتوں اور نعمتوں سے محروم ہیں قرآن ان کے پاس اس لئے بھیجا گیا تھا کہ اس کو پڑھیں، سمجھیں، اسی کے مطابق عمل کریں اور اس کو لیکر خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی حکومت قائم کر دیں وہ ان کو عزت اور طاقت بخشنے آیا تھا وہ انہیں زمین پر خدا کا خلیفہ بنانے آیا تھا، اور تاریخ شاہد ہے کہ جب جب انھوں نے اس کی ہدایت کے مطابق عمل کیا تو اس نے دنیا کا امام اور پیشوا بنا کر دکھا دیا۔ لیکن جب جب مسلمانوں نے اپنے عقائد اور قرآن و سنت سے غافل ہوئے تب تب ان کے گلے میں ذلت و رسوائی کا طوق پڑ گیا جس صورتحال کا مشاہدہ آج ہم ہر طرف کر رہے ہیں یہ صرف اسلام پر عمل نہ کرنے کے سبب سے ہے، بلاشبہ قرآن تو خیر کا سرچشمہ ہے، جتنی اور جیسی خیر مسلمان اس سے حاصل کرنا چاہیں گے ملے گی، ان کے پاس توراۃ اور انجیل بھیجی گئی تھیں اور کہا گیا تھا: وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْهِم مِّن رَّبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِم ۚ (المائدہ: ۶۶)

گروہ (یعنی بنی اسرائیل) توراۃ انجیل اور ان کتابوں کی پیروی پر قائم رہتے جو ان کے پاس بھیجی گئی تھیں تو ان پر آسمان سے رزق برستا اور زمین سے رزق ابلتا"

مگر انھوں نے اللہ کی ان کتابوں پر ظلم کیا اور اس کا نتیجہ یہ دیکھا کہ: وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ (بقرہ: ۶۱)

ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے غضب میں گھر گئے۔ یہ اس لئے کہ وہ اللہ کی آیت سے کفر کرنے لگے تھے۔ اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے اور اس لئے کہ وہ اللہ کے نافرمان ہو گئے تھے۔ اور حد سے گذر گئے تھے"

پس جو قوم خدا کی کتاب رکھتی ہے اور پھر بھی ذلیل و خوار اور محکوم و مغلوب ہو تو سمجھ لیجئے کہ وہ ضرور کتاب الٰہی پر عمل نہیں کر رہی ہے اس کتاب کی تعلیمات سے انحراف کر رہی ہے اور اس پر یہ سارا وبال اسی کا ہے، خدا کے اس غضب سے نجات پانے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں کہ اس کی کتاب پر مکمل طور پر عمل کیا جائے اور اس کے ساتھ ظلم کرنا چھوڑ دیا جائے۔ اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جائے، مگر آپ اس گناہِ عظیم سے باز نہ آئیں گے تو آپ کی حالت ہرگز نہ بدلے گی، بیشک مسلمان اللہ کی کتاب پر اس ظلم کے مرتکب ہوئے، ورنہ یہ حالت نہ ہوتی جو ہے۔ اور اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہتے کس کو ہیں، اور مسلم کے معنی کیا ہیں، اگر انسان یہ نہ جانتا ہو کہ انسانیت کیا ہے اور انسان و حیوان میں فرق کیا ہے تو وہ حیوانوں کی سی حرکات کریگا، اور اپنے آدمی ہونے کی قدر نہ کر سکے گا، اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ نہ معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے کیا معنی ہیں، اور مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کس طرح ہوتا ہے تو غیر مسلموں کی سی حرکات کریگا اور اپنے مسلمان ہونے کی قدر نہ کر سکے گا، دراصل ہم نے قدر و منزلت پر عمل پیرا ہونے میں بہت تساہلی کی ہے نیز لالچی و خودغرض ہو چکے ہیں،

انسانوں کے وہ حقوق جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیئے ہیں ہم ادا نہیں کرتے۔ اور یہ اس لئے ہے کہ ہمارے اخلاق کمزور ہو چکے ہیں، اخلاقی طرزِ عمل خراب ہو چکا ہے، خدا پر ایمان کمزور ہو چکا ہے، لہٰذا ہماری نماز و عبادتیں بھی مفید نہیں رہیں۔ اور مفید و کارگر تب ہی ہوں گی جب خدا پر ایمان مضبوط ہوگا، اخلاقی سطح بلند ہوگی، جو شخص ان اوصاف سے محروم ہے وہ اعمال کے نتائج سے محروم ہے، امام احمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہؐ ایک عورت بہت ہی پابند نماز و روزہ ہے، اللہ کی راہ میں خرچ بھی خوب کرتی ہے، مگر وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ بدتمیزی سے پیش آتی ہے آپؐ مجھے بتائیے کہ اس عورت کا کیا ہوگا۔ آپؐ نے جواب دیا وہ جہنم میں جائے گی، اس شخص نے دوبارہ کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ ایک دوسری عورت بھی ہے جو بہت زیادہ نفلی نمازیں نہیں پڑھتی اور نہ بہت زیادہ نفلی روزوں کا اہتمام کرتی ہے، صدقہ بھی کم ہی کرتی ہے مگر اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اس کا سلوک نہایت اچھا ہے، آپ نے فرمایا وہ جنت جانے والے لوگوں میں ہے" یہی حال آج ہم مسلمانوں کا ہو گیا ہے، ہم نے اخلاقی کردار کو کھو دیا ہے، ہم وہ عمل نہیں کر رہے ہیں جس کا قرآن ہم سے مطالبہ کرتا ہے، سچ جانیئے اگر ایک مذہبی شخص نماز پابندی سے پڑھے نیز تمام مذہبی فرائض انجام دے لیکن باوجود ان کے مختلف گناہوں میں مبتلا رہے لوگوں کے ساتھ اس کے معاملات اچھے نہ ہوں، غریب و بے یار و مددگار لوگوں کے ساتھ اس کا سلوک اچھا نہ ہو تو وہ شخص خدا شناس (اللہ والا) کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ اچھا اخلاق گناہوں کو ایسے پاک صاف کر دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے اور برا اخلاق انسانی اعمال کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسے شہد سرکہ کو خراب کر دیتا ہے"

لہٰذا اگر ہم مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ ہم دنیا و آخرت میں سرخروئی حاصل کریں اور دنیا میں ہماری جو حالت ہے اور ہم جن مشکلات و پریشانیوں کا سامنا کر رہے ہیں، ان سے نہ صرف یہ کہ چھٹکارا پائیں، بلکہ ہمارا قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ معیار ہو جو درحقیقت پورے عالم کا معیار ہو جائے، اور ایسا تبھی ہوگا جب ہم نہ صرف خود بلکہ اوروں کو بھی اسلامی تعلیمات کی طرف پورے انہماک کے ساتھ متوجہ ہوں اور ہمارا ہر طریقہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین پر صحیح طور سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

لمحۂ فکریہ

● محمد نشتر الدین نشتر رام نگری

ناراض کیوں ہے ہم سے خدا کچھ تو سوچئے
کیوں ہم ہیں اور برقِ بلا کچھ تو سوچئے

طوفان تند و تیز ہے کیوں اپنے ہی خلاف
بپھری ہوئی سی کیوں ہے فضا کچھ تو سوچئے

قلب و جگر ہیں اپنے ہی کیوں مشقِ ظلم و جور
کیوں ہم پہ ہے یہ جور و جفا کچھ تو سوچئے

چاروں طرف سے کیوں ہیں تباہی کے زد پہ ہم
یہ مل رہی ہے کیسی سزا کچھ تو سوچئے

رحمت خدا کی سایہ فگن ہم پہ کیوں نہیں؟
کیوں ہم سے ہے وہ اتنا خفا کچھ تو سوچئے

باطل کی ظلمتوں کو یہ حاصل ہے کیوں فروغ؟
معدوم کیوں ہے حق کی ضیا کچھ تو سوچئے

ہر سمت ہے اندھیرا سا چھایا ہوا یہ کیوں
ایماں کا نور کیوں ہے بجھا کچھ تو سوچئے

ہم جس میں اڑتے پھرتے ہیں گرد و غبار سا
کیسی یہ چل رہی ہے ہوا کچھ تو سوچئے

پہلا سا اب وہ ربط نہیں دو دلوں کے بیچ
بھائی سے بھائی کیوں ہے جدا کچھ تو سوچئے

عیش و نشاط ہم سے کیوں یہ دور دور ہیں
کیوں چھا رہی ہے غم کی گھٹا کچھ تو سوچئے

کیوں مبتلائے غیظ و غضب رب کے ہم ہیں آہ!
ہم سے ہوئی ہے کون خطا کچھ تو سوچئے

راہوں میں کیوں ہیں روندے ہوئے سے یہ ہم پڑے
مغضوب کیوں ہیں سرتا بہ پا کچھ تو سوچئے

پہلا سا وہ سکون نہ دل کو قرار ہے
یہ اضطراب کیوں ہے ذرا کچھ تو سوچئے

اپنا ضمیر بھی ہمیں اب ٹوکتا نہیں
خاموش کیوں ہے اس کی صدا کچھ تو سوچئے

کیوں، ہم ہیں اور لہو و لعب کے یہ مشغلے!
آخر یہ اپنا حال ہے کیا! کچھ تو سوچئے

محفوظ اپنے گھر ہیں نہ بچے نہ عورتیں
ہر دن ہے کیوں عذاب نیا کچھ تو سوچئے

طاعت سے کیوں خدا کی ہیں ہم دور دور آج
ہم سے نہیں ہے کوئی برا کچھ تو سوچئے

کیوں سنتِ رسولؐ سے ہم بے نیاز ہیں
سونی ہے کیوں یہ راہِ ہدیٰ کچھ تو سوچئے

تقویٰ سے کیوں ہیں عاری ہمارے قلوب آج
کیوں اب نہیں وہ خوفِ خدا کچھ تو سوچئے

ویراں ہیں اپنی مسجدیں عصیاں کو ہے فروغ
حاصل ہو کیسے رب کی رضا کچھ تو سوچئے

آفات تو یہ نو تو تعاقب میں ہیں نشتر
کیوں بے اثر ہے اپنی دعا کچھ تو سوچئے

عالمِ اسلام

• محمد وثیق

۱۔ اردن کے قاضی القضاۃ کی اطلاع کے مطابق محکمۂ مردم شماری کے سروے کے ذمہ داروں نے بتایا کہ ۱۹۹۵ء اور ۱۹۹۹ء کے درمیانی چار سالوں میں اردن میں اسلام لانے والوں کی تعداد ۱۲۴۴ ہوگئی تھی، ۱۹۹۵ء میں نومسلموں کی تعداد دو سو تھی اور ۱۹۹۹ء میں بڑھ کر ۳۳۵ ہوگئی تھی۔

ـ اردن کے دار السلطنت عمان نے ۱۹۹۹ء میں آبادی کا جو سب سے بڑا تناسب ریکارڈ کیا وہ ۶۹ فیصد ہے جبکہ شمالی صوبہ اربد میں آبادی کا تناسب ۵،۰۱ فیصد ہے

۲۔ فلسفہ اور علم ادیان کے ماہر شخص ڈاکٹر صاموبلیوں نے ابھی حال میں سویڈن میں شائع ہونے والی اپنی کتاب "الاسلام فی السویدن" میں جو سویڈش زبان میں ہے اس بات کا انکشاف کیا ہے کہ سویڈن میں رہنے والے مسلمانوں کو اب یہ حق مل گیا ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض و واجبات ادا کر سکتے ہیں، خواہ وہ سویڈش الاصل ہوں یا سویڈش قوم میں شامل ہوں، یا وہاں مقیم ہوں۔

مذکورہ کتاب میں اسلام کے بہت سارے احکامات و فرائض اور واجبات، عارف کرایا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سویڈن میں پائی جانے والی اسلامی تحریکوں و تنظیموں اور انجمنوں کا بھی تعارف موجود ہے جن کی تعداد دس ہے اور ان میں سے اکثر کو سویڈش حکومت کی جانب سے مالی تعاون بھی ملتا ہے۔

۳۔ امریکہ کے ایک بڑے موقر اخبار واشنگٹن پوسٹ نے گذشتہ ہفتہ ایک مقالہ شائع کیا تھا جس کے مطابق جنوبی امریکہ کے مہاجرین میں تیزی سے اسلام پھیل رہا ہے ان میں سے اکثر اسپینی زبان بولتے ہیں۔

مقالہ نگار کریس جینکنز لکھتے ہیں: امریکہ میں لاطینی امریکی اصل سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد ۲۵ ہزار ہے۔ ان میں بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو ابھی اخیر کے چند سالوں میں مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں اور اپنے سابقہ مذہب کیتھولک عیسائیت کو ترک کر دیا ہے جسے جنوبی امریکی براعظم کے اکثر لوگ مانتے ہیں۔

مقالہ نگار نے نومسلموں کے اسلام لانے کے تین بنیادی اسباب ذکر کئے ہیں۔

۱۔ اسلام کی وہ بنیادی اور فطری تعلیمات و ہدایات جن کے پیروکار براہِ راست بغیر کسی وسیلہ و رابطہ کے اپنے خالق سے تعلق قائم کر سکتے ہیں، یہاں عیسائی کی طرح پادریوں اور پوپوں کے رابطہ کی ضرورت نہیں۔

۲۔ مسلم معاشرہ کا وہ مزاج و ماحول اور نظام جس سے اس معاشرہ میں رہنے والوں میں باہمی تعاون، آپسی اتحاد و اتفاق اور اجتماعیت و یگانگت کا احساس و شعور پیدا ہوتا ہے۔

یہی وہ احساس و شعور ہے جس کی آج امریکہ میں مقیم مہاجرین کو ضرورت ہے، جہاں آج خاندانی اور اجتماعی تعلقات و روابط زندگی کی تیز رفتاری اور کثرت نقل و حرکت کی وجہ سے ٹوٹتے جا رہے ہیں۔

۳۔ اسلام کا امریکہ میں تیزی سے پھیلنا اور امریکیوں میں اسلام کو سمجھنے اور پرکھنے کا بڑھتا ہوا شعور و جذبہ بہت سے نومسلموں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ اسلام سے ان کی قربت و تعارف مسلمانوں کی اختلاط سے ہوا، خاص طور پر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم کے دوران

مقالہ نگار نے ان اہم مقامات اور جگہوں کی نشاندہی کی ہے جہاں لاطینی اصل سے تعلق رکھنے والے مسلمان رہتے ہیں جیسے نیویارک شیکاگو اور جنوبی کیلیفورنیا۔

مقالہ نگار نے اس کی بھی وضاحت کی ہے نومسلم اپنے اس نئے دین سے تعلقات و روابط کو مضبوط و مستحکم کرنے کیلئے مختلف طریقے اختیار کر رہے ہیں۔ کہیں تو وہ قرآن کریم اور دیگر اسلامی کتابوں کے لاطینی زبان میں ترجمہ کیلئے ادارے قائم کر رہے ہیں۔ تو دوسری طرف لاطینی آبادی میں اسلام کو عام کرنے اور نومسلموں کی امداد و تعاون کیلئے تنظیمیں اور انجمنیں قائم ہو رہی ہیں جیسے امریکن لاطینی مسلمانوں کی تنظیم، (THE ASSOCIATION OF LATIN AMERICAN MUSLIMS) جو واشنگٹن کے علاقہ میں کام کر رہی ہے اور اسپینی زبان میں "صوت الاسلام (LAVOS DEL ISLAM) کے نام سے ایک پندرہ روزہ پرچہ شائع کر رہی ہے جس کا مقصد لوگوں میں اسلام کا متعارف کرانا ہے۔

راقم سطور کا یہ خیال ہے کہ لاطینی امریکن آبادی میں اسلام کا پھیلنا ایک بہت بڑے واقعہ کا پیش خیمہ ہے، وہ یہ کہ امریکہ میں تیزی

کے ساتھ اسلام پھیل رہا ہے اور امریکن سوسائٹی میں اسلام اور مسلمانوں کے تئیں احترام بڑھتا جا رہا ہے، خاص طور پر علمی اداروں اور یونیورسٹیوں میں لوگوں کا رجحان اسلام کی طرف بڑھتا جا رہا ہے۔

۵ـ لندن میں اسلام دشمنی اور نسل پرستی کا مقابلہ کرنے کیلئے ایک اسلامی تنظیم کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس کا نام المنتدی الاسلامی ہے تنظیم کی مجلس شوریٰ کے ممبر امام محمد امام تنظیم کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ برطانیہ میں اسلام دشمنی اور نسل پرستی اور دینی تفرقہ بازی جیسے خطرات سے آگاہ کرنے اور بیداری پیدا کرنے میں اسلامی آبادیوں کا جو حصہ ہے یہ مجلس اس کا عملی ترجمان ہے۔ اور اس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ان خطرات اور چیلنجوں کا مقابلہ ذرائع ابلاغ اور علمی اور تعلیمی وسائل سے کیا جائے۔ اور برطانوی ماحول و معاشرہ میں اسلامی رواداری کے پہلو کو نمایاں کیا جائے۔

۶ـ انڈونیشیا نے حفظ و تلاوت قرآن کریم کا عالمی مقابلہ کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس کا بھی عزم کیا ہے کہ اسلامی ممالک میں منعقد ہونے والے عالمی مقابلہ میں شرکت کرنے کے لئے قاری اور قاریات کے بھیجنے پر اکتفا نہیں کیا جائے گا۔

انڈونیشیا کے دینی امور کے وزیر طلحہ حسن نے کہا ہے کہ ان کا ملک اس طرح کے عالمی مقابلے کرانے کی اہلیت رکھتا ہے اور ملکی سطح پر سالانہ مقابلہ برائے حفظ قرآن کریم کے انعقاد کا اہتمام کرتا ہے۔ انڈونیشی قراء حضرات اسلامی ممالک میں منعقد ہونے والے عالمی مقابلوں میں ممتاز اور نمایاں مقام حاصل کر رہے ہیں۔

۷ـ امریکن اسلامی رابطہ مجلس (کیر) کو دو معاملوں میں کامیابی ملی ہے ایک کا تعلق ریاست ورجینیا کے محکمہ جیل کے ایک مسلم ملازم کے داڑھی نہ منڈانے سے ہے۔ اور دوسرے کا تعلق سپرنٹ کمپنی برائے ٹیلی مواصلات و اطلاعات کے ایک دوسرے مسلم ملازم کے نماز جمعہ کیلئے جانے سے ہے

مذکورہ بالا مجلس کو یہ شکایت موصول ہوئی کہ ریاست ورجینیا کے ایک محکمہ جیل نے ایک مسلم جیلر کو دینی اسباب کی بناء پر داڑھی نہ منڈانے کی وجہ سے ملازمت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ ابتدائی انٹرویو میں کامیاب تھا۔ لہٰذا مجلس اور محکمہ جیل کے مابین خط و کتابت شروع ہوئی اور بعد میں محکمہ جیل نے مجلس کے مطالبات تسلیم کر لئے۔

دوسرا معاملہ یہ ہے کہ ایک مسلم ملازم ڈیوٹی کے دوران نماز جمعہ کے لئے جانے پر مصر تھا، اور اس کے شعبہ کے ڈائرکٹر آفیسر اس کو نماز جمعہ کیلئے جانے سے روکتا تھا جب ملازم نے شکایت کرنے کی کوشش کی تو اس کے آفیسر نے اس کو معطل کر دیا، بالآخر خط و کتابت کے بعد کمپنی نے مجلس کے مطالبات تسلیم کر لئے اور ملازم کو دوبارہ اس کے عہدہ پر بحال کر دیا اور تعصب کی بناء پر جتنے دن وہ برطرف رہا اس کا معاوضہ بھی ملا۔

امریکی مسلمانوں نے جس طرح بش کو ووٹ دیا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے سابق امریکی کانگریس کے ممبر فینڈل کہتے ہیں کہ بش کو چاہئے کہ وہ فلوریڈا کے مسلمانوں کا شکریہ ادا کریں اس لئے کہ مسلمانوں نے ان کے وائٹ ہاؤس پہنچنے کا راستہ کھول دیا ہے فینڈل کا دعویٰ ہے کہ امریکہ میں ابھی حال ہی میں ہوئے صدارتی انتخابات میں اگر مسلمانوں نے بش کو ووٹ نہ دیا ہوتا خاص طور سے ریاست فلوریڈا میں جس نے بش کی کامیابی میں نمایاں رول ادا کیا ہے تو بش صدارتی انتخابات میں کامیاب نہ ہوتے فینڈل اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ان جائزوں سے استدلال کرتے ہیں جو امریکہ اور فلوریڈا کے مسلمانوں کے متعلق کئے گئے ہیں،

فینڈل کہتے ہیں کہ سب سے بڑے سروے کے مطابق امریکہ میں پائے جانے والے مسلمانوں کی کی تعداد ستر لاکھ ہے اور ستر فیصد مسلم آبادی کو ووٹ دینے کا حق ہے جن میں سے ۵۰ فیصد یعنی ۲ یا ۳ ملین مسلم ووٹروں نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا ہے۔

امریکی اسلامی رابطہ تنظیم کے جائزہ کے مطابق پچھلے انتخابات میں ۷۲ مسلم ووٹروں نے ووٹ دیا۔ چنانچہ صدارتی انتخابات میں جن مسلم ووٹروں نے اپنے حق رائے دہی کا استعمال کیا ہے ان میں سے ۷۲ فیصد مسلمانوں نے بش کے حق میں ووٹ ڈالا ہے جبکہ الگور کو صرف ۸ فیصد ووٹ ملے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ مسلمانوں کے ووٹ سے بش کو جو نمایاں اور واضح فائدہ ہوا ہے وہ بیس لاکھ ووٹوں سے زیادہ ہے، جہاں تک ریاست فلوریڈا کا تعلق ہے تو وہاں بش کو نسبتاً سب سے زیادہ فائدہ پہونچا ہے۔

ریاست فلوریڈا میں مسلمانوں کی آبادی دو لاکھ ہے، ان میں سے ۷۰ ہزار مسلمانوں نے انتخابات میں اپنے ووٹوں کا استعمال کیا ہے، بالفاظ دیگر بش ۶۴ ہزار مسلم ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب رہے ہیں۔

فینڈل نے امریکن مسلمانوں کا بش کا ساتھ دینے کے تین اسباب بیان کئے ہیں۔

۱۔ الگور کی اسرائیل کی کھلی طرفداری، اور مسلمانوں کے مفادسے تغافل خاص طور پر قدس کے مسئلہ میں الگور کی لاپرواہی اور بے توجہی (۲)

۲۔ چار بڑی امریکن اسلامی تنظیموں نے اسلامی ووٹ بینک کو بش کے لئے ہموار کر دیا۔

۳۔ تیسرا سبب ریاست فلوریڈا سے متعلق ہے کہ وہاں مسلم ووٹ نظری طور پر بش کیلئے تھا کیونکہ گذشتہ سال جب امریکی حکومت نے ڈاکٹر مازن النجار کو خفیہ گواہوں کے قانون کی مدد سے فلوریڈا کے کسی جیل میں نظر بند کر دیا تو سارے مسلمان مازن کی حمایت میں متحد ہو گئے تھے۔

جمہوریہ ٹوگیو کے دو عیسائی گاؤں کے باشندوں کا قبولِ اسلام

سید مسعود حسن حسنی ندوی

جمہوریہ ٹوگیو میں واقع تشامبا کے داعیوں کی تنظیم کی کوششوں کے نتیجہ میں دو گاؤں ایفم کیولی اور کیتقولی کے رہنے والوں نے جن کی اکثریت عیسائیوں پر مشتمل تھی اسلام قبول کرلیا۔

ان دونوں گاؤں کے رہنے والوں نے چند سال قبل سیاسی فسادات سے پریشان ہوکر مخفوظ تشامبا کے حدود کی جانب راہِ فرار اختیار کی تھی، وہاں تشامبا کے رہنے والوں نے ان کا استقبال کیا۔ اور اپنے علاقہ میں ان کے رہنے کا بندوبست کیا۔

اس علاقہ میں ان پناہ گزینوں کے قیام کے دوران ہی اسلامی مبلغوں نے دعوت اسلامی کا کام کیا۔ اور ان کو اسلام کی تعلیمات سے واقف کرایا، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ گذشتہ ستمبر ۲۰۰۰ء کے اخیر میں ان دونوں گاؤں والوں نے مسلمانوں کے اخلاق سے متاثر ہوکر اسلام کا اعلان کردیا، اس علاقے کے مسلمانوں نے فرحت ومسرت کے جذبات کے ساتھ ان گاؤں والوں کی جو لازمی اور ممکن مدد ہوسکتی تھی اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور اسلام لانے کے بعد ان نومسلموں کی تعلیم وتربیت کا نظم کیا۔

جس وقت ان دونوں گاؤں والوں کے اسلام کی خبر کلیسا کے ذمہ داروں کو پہونچی تو کلیسا کے پادریوں کی ایک جماعت ان لوگوں کو دوبارہ نصرانی بنانے کیلئے روانہ ہوئی۔ پادریوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ ان کے اندر اسلام سے نفرت پیدا کریں اور اسلام کے بارے میں ان کے ذہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کریں، اور قریب تھا کہ گاؤں والوں اور پادریوں کے درمیان تصادم ہوجائے لیکن دعوتِ اسلامی کے ذمہ داروں نے اس صورتحال کے مقابلہ کے لئے اپنی صفوں کو منظم کیا۔ اور ان افکار کو جن کو دونوں گاؤں والوں کے درمیان وہ (اہل کلیسا) رائج کرنے کی کوشش کررہے تھے رد کرنے کا پورا انتظام کیا۔ اور اسلام قبول کرنے والوں کو مطمئن کیا۔ اللہ کے فضل سے حالات پرسکون ہوگئے۔ اور اہل کلیسا مایوس ہوکر واپس ہوگئے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ تشامبا جمہوریہ ٹوگیو میں اس علاقہ میں واقع ہے جس کی سرحدیں جمہوریہ بنین سے ملتی ہیں اور وہ تین علاقوں پر منقسم ہے، ایک علاقہ تشامبا کا ہے، دوسرا کالوکی کا ہے، تیسرا گرکی، اور ان تینوں علاقوں میں شہر تشامبا سب سے بڑا ہے اور اس شہر میں قبیلہ تشامبا کے لوگ سکونت اختیار کرتے ہیں ان کی تعداد ۲۵۰۰۰ ہزار ہے اور جن میں مسلمان ۹۰ فیصد ہیں۔

انیسویں صدی کے اخیر میں بنین اور دوسرے ملکوں سے ملحقہ علاقوں میں آنے والے تاجروں کے ذریعہ اسلام تشامبا میں داخل ہوا۔ یہ تاجر جن کے اخلاق سے لوگ مسلمان ہوتے تھے، تعلیم یافتہ نہیں تھے، اس لئے اس علاقہ میں تعلیم کو فروغ نہ ہوسکا، لیکن پھر بعض نوجوانوں نے دین میں تفقہ پیدا کیا اور کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پابندی شروع کی پھر اپنے علاقہ کے لوگوں کو تعلیم دینی شروع کی اور وہاں غیر اسلامی رسم ورواج کی اصلاح کی تب نوجوانوں میں بیداری پیدا ہوئی اور لوگ صحیح اسلامی زندگی گذارنے لگے،

(بقیہ)

اصلاح معاشرہ کی بنیاد

ایک وقف ایسا تھا جس سے ان آدمیوں کو معاوضہ دیا جاتا جو ہسپتالوں میں جاکر ایسے مریضوں کی عیادت کریں جن کا کوئی پوچھنے والا نہ ہو اور یہ کام کریں کہ کسی مریض کے قریب جاکر آپس میں اس طرح کی باتیں کریں۔

اس مریض کا کیا حال ہے ؟

دوسرا جواب دیتا، کل سے یہ بہت اچھا ہے، ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ رو بصحت ہے، کل کی بہ نسبت آج اس کے چہرے پر رونق ہے، مریض کا ایک نفسیاتی علاج یہ بھی ہے کہ اس کو مایوس نہ ہونے دیا جائے اس کی آس قائم رہے۔

کار خیر کے یہ نمونے بتاتے ہیں کہ ان وقف کرنے والوں کو کس درجہ یقین تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ مرنے کے بعد تمام اعمال ختم ہوجائیں گے، سوائے اس عمل کے جس کا نفع اللہ کی مخلوق کو حاصل ہوتا رہے سیکڑوں بلکہ ہزاروں دینی مراکز، خانقاہیں، درسگاہیں اس یقین کا اعلان کررہی ہیں جو مسلمانوں کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارتوں پر تھا اور جس کی نظیر دنیا کا کوئی قدیم یا جدید مذہب نہیں پیش کرسکتا۔

تصحیح فرمالیں

۱۰ اور ۲۵ دسمبر ۲۰۰۰ء کے تعمیر حیات میں ص۲۰ پر آخری کالم میں دارالعلوم العربیۃ الاسلامیہ جودھپور کے پانچ طلباء کا شائع شدہ نتیجہ میں ایک سترہ اور چار طلباء کامیاب ہوئے ہیں اس کے بعد اسی مدرسہ کے ضمن میں درج گیارہ طلباء کا تعلق مدرسہ انوار العلوم مہاراشٹر سے ہے۔

قارئین حضرات تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

سوال وجواب

محمد طارق ندوی

س :- موذن اذان میں حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں بائیں مڑتے ہیں کیا اقامت کے وقت بھی اپنے سر کو دائیں بائیں موڑنا چاہیئے شرعاً اس کی کیا حیثیت ہے ؟

ج :- ہاں اقامت میں بھی سر کو دائیں بائیں پھیرنا چاہیئے، علامہ ابن عابدین شامی اذان کے مستحبات میں ذکر فرماتے ہیں "ویلتفت فیہ وکذا فیھما مطلقاً" یعنی اذان واقامت دونوں میں دائیں بائیں چہرہ کو پھیرنا مستحب ہے (رد المحتار ج ۱ ص ۳۶۰)

س :- بعض مساجد میں بعد نماز عصر امام سے مصافحہ کرتے ہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج :- سلام اور مصافحہ اول ملاقات کے وقت ہے، لیکن خاص کر بعد نماز عصر بالالتزام مقتدی امام سے مصافحہ کرتے ہیں، دین میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام سلف صالحین سے ایسا کہیں بھی ثابت نہیں ہے، لہٰذا یہ لازم الترک ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے : "من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد" (بخاری ومسلم)

س :- بیوی کے انتقال کے بعد شوہر اس کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں اور اس کو چھونا جائز ہوگا یا نہیں ؟

ج :- بیوی کے انتقال کے بعد شوہر بیوی کو نہ تو چھو سکتا ہے اور نہ ہی غسل دے سکتا ہے البتہ دیکھ سکتا ہے۔

س :- ایک شخص کا عقد ایک عورت سے ہوا۔ اس کی زوجہ گھر آئیں اور خلوت صحیحہ بھی ہوئی، لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ چلی گئیں پھر واپس نہیں آئیں اب وہ آنے کیلئے رضامند نہیں ہیں شوہر کا یہ کہنا کہ اگر تم مجھے ایک لاکھ روپیہ دو تو طلاق دوں گا ورنہ نہیں تو ان کیلئے یہ رقم لینا از روئے شرع جائز ہے یا نہیں ؟

ج :- صورت مسئولہ میں اگر زیادتی شوہر کی طرف سے ہے تو شوہر کیلئے طلاق کے عوض میں رقم لینا مکروہ ہے، لیکن اگر زیادتی عورت کی طرف سے ہے تو شوہر بقدر مہر عوض لے سکتا ہے اس سے زائد لینا مکروہ ہے۔

س :- لڑکے کے بلوغ کی اقل مدت اور اکثر مدت کیا ہے ؟

ج :- لڑکے کے بلوغ کی اقل مدت ۱۲ سال اور اکثر مدت ۱۵ سال ہے۔ قال فی بحر الرائق "ویفتی بالبلوغ فیھما ای فی الغلام والجاریۃ بخمسۃ عشر سنۃ و ادنی المدۃ فی حقہ أی فی حق الغلام اثنتا عشرۃ سنۃ" (البحر الرائق ج ۸ ص ۸۵)

س :- کیا آگ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

ج :- ہاں! نماز آگ کے سامنے پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ اس کی عبادت کی جاتی ہے البتہ اگر سامنے چراغ یا موم بتی جل رہی ہو تو اس کے سامنے نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے کیونکہ چراغ اور موم بتی کی عبادت نہیں کی جاتی۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کا سفرِ مراکش

ابن زہر یونیورسٹی اغادیر کی ادب اور علوم انسانی کی فیکلٹی کی طرف سے تیسری سالانہ ادب تنقید کانفرنس میں شرکت کیلئے اس کی مجلس انتظامیہ کی دعوت پر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء مراکش تشریف لے گئے ــــ اس کانفرنس کے داعیوں میں مجلہ المشکاۃ وجدہ اور رابطہ ادب اسلامی مراکش بھی شامل تھا۔ "تنقید کے علمی پہلو" اس کا موضوع تھا ــــ اس کیلئے ۱۳ جنوری ۲۰۰۱ء کو روانہ ہوکر ۲۲ جنوری ۲۰۰۱ء کی شام کو ممبئی واپسی ہوئی۔

کانفرنس کے افتتاحی اجلاس میں ندوۃ العلماء اور رابطہ ادب اسلامی برّ اعظم ہند کی طرف سے نمائندگی کرتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے سامعین کو خطاب کیا۔ کانفرنس تین روز جاری رہی جس میں مصر وشام، عراق وسعودی عرب ودیگر ممالک کے اساتذہ نے مقالات پیش کئے نیز بحث ومباحثہ میں مفید پہلو سامنے آئے، یہ کانفرنس اچھے نتائج پر ختم ہوئی، سفر میں مرافقت پروفیسر سید ضیاء الحسن ندوی ڈین فیکلٹی آف آرٹ اور ہیومنیٹیس جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی نے کی اس سفر میں اغادیر کا سا، بلکہ فاس اور رباط بھی جانا ہوا۔ اور مختلف مقامات پر خطاب کرنا ہوا۔ اور اہم علمی اور ادبی شخصیتوں سے ملاقاتیں ہوئیں اور تعلیمی اور علمی موضوعات پر باتیں ہوئیں۔

مطالعہ کی میز

تبصرے کیلئے کتابوں کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے!

● ڈاکٹر ہارون رشید صدیقی

نام کتاب: فتنۂ جن بسویشور
نام مصنف: جناب خالد بیگ ندوی
سائز ${18\times22}/{8}$ صفحات: ۱۰۳، قیمت درج نہیں۔
ملنے کا پتہ: اسرار شاہی مکلیے سامنے، سدا شیو نگر، ٹمکر ۵۶۰۲۱۱

مولوی خالد بیگ ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے باصلاحیت اور ہونہار طلبہ میں سے تھے، دینی حمیت اور خدمت دین کا جذبہ ان کی شرشت میں تھا جواب ظاہر ہو رہا ہے۔

ہم لوگ "انجمن دیندار" کا نام اخباروں میں پڑھتے تھے، اور اجمالاً یہ جانتے تھے کہ وہ ایک گمراہ فرقہ ہے، لیکن جناب خالد بیگ صاحب کی کتاب سے پہلی بار اس فرقہ باطلہ کی کچھ تفصیلات معلوم ہوئیں۔

کتاب میں دلائل سے بتایا گیا ہے کہ اس انجمن کا بانی صدیق دیندار قادیانی تھا۔ اس نے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور ان کے بیٹے مرزا محمود سے بیعت ہو کر عرصہ تک قادیانی مبلغ رہا، لیکن مرزا نے جو شیطانی نبوت کا دروازہ کھولا تھا اس راہ سے یہ یوسف موعود بنا، پھر مرزا سے اختلاف کرکے علیحدہ ہو گیا اور جنوب میں آکر لنگایتوں کا چن بسویشور بن بیٹھا، پھر شیطان اس کو ترقی کے منازل طے کراتا رہا۔ اس نے اپنے کو اللہ کا آخری رسول کا اوتار بتایا پھر درجہ فنافی الرسول سے ترقی کرکے فنافی اللہ ہو کر خدا بن بیٹھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

عزیز مکرم مولوی خالد بیگ صاحب نے اس کی کتابوں سے جو اقتباس نقل کئے ہیں ان کے ایک ایک جملہ سے کفر ثابت ہوتا ہے، مولوی صاحب نے اس کا بھی جائزہ لیا ہے کہ اس کے مبلغین شروع میں سادہ لوح مسلمانوں کو کس طرح پھانستے ہیں۔

یہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہندوؤں کی مذہبی کتابوں سے توڑ مروڑ کر ثابت کرتے ہیں جس سے مسلمان خوش ہوتے ہیں کہ انھوں نے عجیب تحقیق پیش کی ہے پھر اپنا گرویدہ بنانے کے بعد استدراجات (جن کو وہ کرامات سے تعبیر کرتے ہیں) کے ساتھ اپنی کفریات پیش کرتے ہیں۔

حیرت کی بات ہے کہ شمس نوید عثمانی صاحب کی کتاب "اب بھی نہ جاگے تو" میں ان کی بہت سی باتیں موجود ہیں۔ جیسے ہندو مذہب کی کتابوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ثبوت، اور یہ کہ ہندوستان کے ہندو جلد ہی اسلام قبول کرلیں گے اور یہ کہ ہزار سال کے بعد امت کے ایک دور کا خاتمہ وغیرہ۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا کہ معاذ اللہ وہ خود محمدؐ ہیں، یہاں تک کہ انھوں نے خواب میں دیکھا کہ وہ خدا ہیں، مگر ان کے چیلے صدیق دیندار کئی بانس آگے جہنم کی طرف چلے گئے۔

انجمن دیندار کے فتنہ سے واقفیت اور اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ از حد ضروری ہے، چاہئے کہ یہ کتاب بڑی تعداد میں شائع ہو کر مفت تقسیم کی جائے۔ امید ہے کہ آئندہ اشاعت میں کمپوزنگ کی غلطیاں دور کردی جائیں گی صفحات ڈال دیئے جائیں گے۔

نئی صدی کا نیا تحفہ
خطبات مفکر اسلام
(حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)
مرتب: محمد کاظم ندوی
جلد اول 120/=
جلد دوم 120/=
جلد سوم 120/=
جلد چہارم 120/=
نوٹ:۔ اپنے کسی قریبی کتب فروش سے حاصل کریں، یا ہمیں لکھیں۔
ملنے کا پتہ:۔ مکتبہ ایوب کاکوری لکھنؤ، ۲۲۶۰۰۷

مختصر عالمی خبریں

معید اشرف ندوی

● جنوبی کوریا کی معروف مسلمان تنظیم "الاتحاد الاسلامی" کوریا کے دارالخلافہ سیئول کے مضافات میں ایک اسلامی یونیورسٹی کے قیام کی کوششوں میں مصروف ہے۔ کوریا کی حکومت نے اس سلسلے میں ۴۳۰ ہزار مربع میٹر زمین تنظیم کے نام کرنے کا اعلان کر دیا ہے جو سیئول شہر سے ۵۴ کلو میٹر پر واقع ہے، اس پروجیکٹ پر تقریباً ۸۴ ملین امریکی ڈالر کی لاگت آئے گی جو عالم اسلام کے مخیر مسلمانوں سے جمع کئے جائیں گے۔

واضح ہو کہ "الاتحاد الاسلامی" تنظیم کا قیام سنہ ۱۹۶۳ء میں عمل میں لایا گیا تھا۔ اسکے تحت ۱۹۷۴ء میں ایک اسلامی سینٹر کی تعمیر عمل میں لائی گئی ۱۹۷۵ء میں جامع مسجد تعمیر کی گئی اور ۱۹۷۶ء میں معہد اللغۃ العربیۃ قائم کیا گیا۔ اسی طرح ۱۹۸۱ء میں یوسان اور کوانغو شہر میں مساجد کی تعمیر عمل میں لائی گئی۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جنوبی کوریا میں پہلی مسجد ۱۹۵۶ء میں تعمیر کی گئی تھی اور ۱۹۵۰ء میں پہلی دفعہ مسلمان ترک فوجوں کی شکل میں یہاں پہنچے تھے جو اقوام متحدہ کے تحت جنوبی اور شمالی کوریا کے درمیان جاری نزاع کے خاتمے کیلئے امن فوج کی حیثیت سے متعین کی گئی تھی، ترک افواج کے ہمراہ شیخ عبدالرحمن نامی ایک عالم دین امام اور خطیب کی حیثیت سے بھیجے گئے تھے جن کی انتھک کوششوں سے ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۶ء کے درمیانی عرصے میں جنوبی کوریا میں مسلمانوں کی تعداد چار ہزار سے تجاوز کر چکی تھی جو ۱۹۸۰ء میں ۵۰ ہزار تک پہنچ گئی اور اب اس ملک میں کل مسلمان ۵۷ ہزار کی تعداد میں آباد ہیں۔

● خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد اور ولی عہد شہزادہ عبداللہ نے مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ وہ با اثر اقتصادی بلاک قائم کریں کیونکہ مسلمانوں کی سلامتی بین الاقوامی مفادات کے رحم و کرم پر نہیں ہونی چاہیئے۔ اپنے خصوصی پیغام میں انھوں نے کہا کہ مسلم ممالک اپنے علاقائی عرب اور اسلامی تنظیموں کے دائرۂ کار کے تحت نئے ورلڈ آرڈر کے قیام میں اہم کردار ادا کریں۔ شاہ فہد اور عبداللہ نے کہا کہ اسلامی دنیا۔ عالمی سطح پر اپنی قوت اور اثر و رسوخ بڑھانے کیلئے مل جل کر کام کرے۔ انھوں نے کہا کہ یہ اقدام اس لئے ضروری ہے کہ مسلمان ریاستوں کی سلامتی اور مفادات کا تحفظ ہو سکے۔

● امریکہ کے حالیہ صدارتی انتخابات امریکی تاریخ کے سب سے مہنگے انتخابات ثابت ہوئے، پارلیمنٹ اور صدارتی امیدواروں نے ریکارڈ مقدار میں رقوم جمع کیں جبکہ امیدواروں نے فنڈز اکٹھا کرنے کے لئے بہت وقت صرف کیا صدارتی انتخابات کی مہم میں ری پبلکن امیدوار جارج بش نے ریکارڈ ۱۹۳ ملین ڈالر جمع کئے جبکہ ڈیموکریٹک امیدوار الگور نے ۱۲۸ ملین ڈالر جمع کئے الیکشن مہم کے بارے میں تحقیق کرنے والے آزاد ادارے سینٹر فار ریسپونسیو پالیٹکس کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۶ء کے صدارتی انتخاب میں مجموعی طور پر ۱۶ ملین ڈالر جمع کئے گئے تھے۔

● لکھنؤ سے شائع ہونے والا ہندی روزنامہ اخبار راشٹریہ سہارا کے مطابق الہ آباد میں کمبھ میلے میں وشو ہندو پریشد کو اپنے دھرم سنسد کی صدارت کیلئے ایک بھی تسلیم شدہ شنکر اچاریہ نہیں ملا جس کی وجہ سے اس کو کافی سبکی اٹھانی پڑی۔ البتہ بہت ہی تگ و دو کے بعد واسودیو نند سرسوتی ہی مل پائے جنھیں شنکر اچاریہ کا نام استعمال کرنے پر عدالت نے روک لگا دی ہے جبکہ اس وقت کمبھ میلے میں دو شنکر اچاریہ موجود تھے لیکن ان دونوں نے صدارت کرنے سے انکار کر دیا واضح رہے کہ وشو ہندو پریشد نے اس دھرم سنسد میں متنازعہ رام مندر کی تعمیر کی تاریخ متعین کرنے کیلئے کہا تھا لیکن وہ نہ کر سکی البتہ اپنے کو میڈیا میں جگہ دینے کی کوشش کی ہے۔
(۲۲ جنوری سنہ ۲۰۰۱ء)

قنوج کے قدیم مشہور و معروف کارخانہ سے تیار کردہ خوشبودار عمدہ و اعلیٰ عطریات "شمامۃ العنبر، عطر گلاب، روح خس، عطر موتیا، عطر حنا، عطر گل، عطر کیوڑہ اس کے علاوہ فرحت بخش، دیرپا خوشبو ہول سیل ریٹ پر ملتے ہیں۔
ایک بار آزما کر خدمت کا موقع دیں۔
فون: ۲۳۴۴۵۵
محمد یٰسین محمد یامین تاجران عطر
آئیڈیل پرفیوم سینٹر (پرائیوٹ لمیٹڈ) قنوج
ایکسپورٹر اینڈ امپورٹر۔ قنوج۔ یوپی